قرآن سائنس اور نجوم

مصنف

ڈاکٹر محمد ایوب تاجی

پیشکش

ادارہ روحانیات

رکن الدین سرائے، سنبھل۔۲۴۴۳۰۲ (الہند)

مصنف و مؤلف ڈاکٹر محمد ایوب ناجی مرحوم

تکمیلِ کتاب سید انتظار حسین زنجانی

مکتبہ آئینہ قسمت
زنجانی منزل، مغلپورہ روڈ گڑھی شاہو
لاہور۔ پوسٹ کوڈ: ۵۴۸۴۰
برانچ: کاشانہ زنجانی۔ آرام باغ روڈ نزد ہمدرد دواخانہ کراچی۔ کوڈ ۷۴۲۰۰،

ہدیہ —— ۲۰ روپے

قرآن، سائنس اور نجوم

ستاروں اور کواکب کا علم حرام نہیں، بلکہ پرستش حرام ہے

تاریخ علم انسانی بہت قدیم ہے۔ اس لئے صحیح طور پر یہ نہیں کہا جا سکتا کہ علم فلکیات (علم النجوم و علم الہیئت) (Astrology and Astronomy) سے انسان کی دلچسپی کی ابتدا کب اور کیسے شروع ہوئی، ویسے وادیٔ نیل کو علم و تہذیب کا سب سے قدیم گہوارہ و مسکن کہا جاتا ہے، اس لئے ہو سکتا ہے کہ اس علم کی ابتدا بھی یہیں سے ہوئی ہو، ویسے زمانہ کا تعین کرنا مشکل ہی نہیں بلکہ ناممکن بھی ہے۔

دوسرے علوم کی طرح علم نجوم و ہیئت بھی ایک علم ہے جو انسانی تجربات اور مشاہدات کی بناء پر وجود میں آیا ہے، یہ کوئی ماورائی یا الہامی علم نہیں جو کسی الہامی صحیفے کے ذریعے انسان کو ملا ہو، بلکہ انسانی جدوجہد، مشاہدے اور تجربات سے جو نتائج سامنے آتے گئے وہ ایک سے دوسرے کو منتقل ہوتے ہوئے اور ایک ایسا بھی وقت آیا جب ان تجربات کو باقاعدہ تحریر میں لا کر اس کو علم نجوم وہیئت کا نام دے دیا گیا، جو زمانے کے ساتھ آگے بڑھتا رہا اور آج بھی لوگ اس کو آگے بڑھانے کی کوشش جاری رکھے ہوئے ہیں، چونکہ اس علم کی بنیاد ٹھوس تجربات و مشاہدات پر مبنی ہے اس لئے اس کو سائنسی علوم میں شامل کیا جا سکتا ہے، کیونکہ سائنس کی تعریف ہی یہ ہے کہ جو علم تجربات پر بار بار، پورا اترے وہ سائنس کہلاتا ہے بحمد اللہ علم نجوم بارہا اس کسوٹی پر پورا اتر چکا ہے اور آج بھی پورا اتر رہا ہے۔

سابقہ الہامی کتب اور خاص کر قرآن کریم میں خالق کائنات نے انسان کو کائنات پر غور و فکر اور علم حاصل کرنے کا بار، بار حکم دیا ہے، مگر کسی مخصوص علم کی طرف اشارہ نہیں کیا، کیونکہ اس کائنات میں خالق کے بے شمار نظام ہیں، اور ان ہی نظاموں میں ایک نظام ستاروں و کواکب کی شعاعوں کا ہے، جن میں اللہ نے حکمتیں بھر دی

ہیں - جو اس کے حکم سے ایتھر کے ذریعہ نباتات ' جمادات ' حیوانات اور انسانوں تک پہنچتی ہیں ' جیسے آفتاب کی شعاعین حیات و حدت ' قمر سے جسم اور اس کی برودت ' عطارد سے دماغ اور غور و فکر ' زہرہ سے نفس اور جذبات مریخ سے قوت عمل ' مشتری سے خالق کی بندگی ' زحل سے صبر و استقلال کی شعاعین پھوٹتی ہیں - لہٰذا اس امر کا جائزہ لینا ضروری ہے کہ ستاروں اور سیاروں میں اللہ نے جو فطرت رکھی ہے اس کا زمین و اہل زمین سے کوئی تعلق ہے یا نہیں ؟

کیا کواکب کی شعاعوں کا اثر ہمارے دائرہ عمل پر پڑتا یا نہیں ؟ کیا ہمارا جسم اور ذہن ان شعاعوں سے متاثر ہوتا ہے یا نہیں ؟

کیا ہم اپنے نظام شمسی کے خانوادوں کی حرکات و سکنات سے کوئی نتیجہ اخذ کر کے فائدے اٹھا سکتے ہیں یا نہیں ؟

غرضیکہ اسی قسم کے سوالات انسانی ذہن میں ابھرتے رہے ہیں آیئے ان سوالات کے جواب موجودہ سائنسی نظریات سے پہلے کلام الٰہی کی طرف رجوع کرتے ہیں کہ کواکب ' بروج اور شمس و قمر کا ذکر قرآن میں ہے یا نہیں - قرآن میں جس قدر قواعد نجوم بیان کئے گئے ہیں ' کسی دوسرے علم کے نہیں۔

بروج کا ذکر

ولقد جعلنا فی السماء بروجاو زینہا للنظرین (۱۶) وحفظنہا من کل شیطین رجیم (سورۃالحجر ۱۵)

اور ہم نے آسمان میں بروج بنائے اور دیکھنے والوں کے لئے آراستہ کیا ' اور ہر شیطان مردود سے اس کو محفوظ رکھا

تبر ک الذی جعل فی السماء بر و جاو عجل فیھا سر اجاو قمر ا منیر ا (۶۱) (الفر قان ۲۵)

وہ بہت شان والا ہے جس نے آسمان میں بروج بنائے اور اس میں ایک چراغ

اور اجالا کرنے والا چاند بنایا۔

والسماء ذات البروج (۱) (سورۃ البروج ۸۵) ترجمہ: قسم ہے برجوں والے آسمان کی۔

یہ سب جانتے ہیں کہ 360 درجوں کو بارہ حصوں میں تقسیم کرنے سے بارہ بروج بنے ہیں، جو شمسی ماہ بھی کہلاتے ہیں جن کا ذکر قرآن میں اس طرح آیا ہے۔

ان عدۃ الشھور عند اللہ اثنا عشر شھرًا فی کتب اللہ یوم خلق السمٰوٰت والارض منھآ اربعۃ حرم ذٰلک الدین القیم فلا تظلموا فیھن انفسکم قف وقاتلوا المشرکین کافتہ کما یقاتلونکم کآفتہ واعلموآ ان اللہ مع المتقین (۳۶)

(سور التوبہ ۹)

مہینوں کی گنتی کتاب الٰہی میں اللہ کے نزدیک بارہ مہینے ہیں، جس روز اللہ نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا تھا، ان میں چار ماہ خاص طور پر مقدس ہیں، یہی دین مستقیم ہے، سو تم ان مہینوں میں اپنے آپ پر ظلم مت کرنا اور مشرکوں سے تم سب کے سب لڑنا، جیسا کہ وہ سب کے سب تم سے لڑتے ہیں، اور جان لو کہ اللہ پرہیزگاروں کے ساتھ ہے۔

دیکھا آپ نے کہ آیتہ مبارکہ میں ہے جب زمین و آسمان پیدا ہوئے تو اسی وقت سے بارہ ماہ (بارہ برج) قائم ہو گئے کیونکہ زمین اپنے دائرے میں گھومنے لگی اور ہر دائرہ 360 درجوں کا ہوتا ہے، اور یہی 360 درجے علم نجوم مین بنیادی حیثیت رکھتے ہیں ۔ دوسرے اس آیتہ میں چار مہینوں کو مقدس کہا گیا ہے۔ شاید یہ چار ماہ وہ ہوں جن کو معتدل النہاری بروج و منطقہ حارہ کے بروج کہا جاتا ہے یعنی معتدل النہاری بروج حمل و میزان ہیں اور جب سورج (یا زمین) ان سے مکمل زاویہ بناتی ہے تو دن، رات مساوی ہو جاتے ہیں، اسی طرح منطقہ حارہ کے بروج سرطان و جدی ہیں اور جب شمس (یا زمین) ان سے مکمل زاویہ بناتی ہے تو موسم بدل جاتے ہیں یعنی خط سرطان کو گرمائی اور خط جدی کو سرمائی کا نقطہ کہا جاتا ہے، منجمین کا نظریہ ہے کہ ہر سیارہ و ستارہ اپنے، اپنے محور (دائرہ) پر گھوم رہا ہے، اس نظریہ کو بھی قرآن نے اس طرح بیان کیا ہے۔

لا الشمس ینبغی لها ان تدرک القمر ' ولا الیل سابق النهار و کل فی فلک یسبحون (۴۰) (سور یسین ۳۶))

نہ سورج کی مجال ہے کہ چاند کو جا پکڑے ' اور نہ رات دن سے آگے بڑھ سکتی ہے اور سب ایک ایک دائرے میں تیر رہے ہیں۔

منازل قمر کا ذکر

والقمر قدرنہ منازل حتی عاد کالعرجون القدیم (۳۹) (سورۃ یسین ۳۶)

اور چاند کے لئے ہم نے منزلیں مقرر کر دی ہیں ' یہاں تک کہ وہ (ان سے گذرتا ہوا) ایسا رہ جاتا ہے جیسے (کھجور کی) پرانی ٹہنی

ھوالذی جعل الشمس ضیاء والقمر نورا و قدره منازل لتعلمو اعدد السنین والحساب ء ماخلق اللہ ذلک الا بالحق (۵) (سورۃ یونس ۱۰)

اللہ نے سورج چمکتا ہوا روشن اور چاند کو منور بنایا اور اس کی منزلین مقرر کیں تاکہ تم سالوں کی تعداد کو شمار کر سکو اور حساب رکھ سکو یہ سب کچھ اللہ نے حق پر پیدا کیا (اللہ نے یہ سب کچھ یوں ہی بے فائدہ نہیں بنایا مگر تدبیر سے)

وَھُوَ الَّذِیْ خَلَقَ الَّیْلَ وَالنَّھَارَ وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ کُلٌّ فِیْ فَلَکٍ یَّسْبَحُوْنَ : (سورۃ الانبیاء ۲۱) (۳۳)

اور اللہ ہی ہے جس نے رات اور دن بنائے اور سورج اور چاند کو پیدا کیا، اور سب ایک ایک دائرے میں تیر رہے ہیں۔

علم نجوم میں قمر کی ۲۸ منزلیں ہیں اور قرآن میں بھی ۲۸ حروف ہیں ' اور ان ہی حروف سے مختلف ابجدیں بنائی گئیں ہیں جو علم جفر اور علمیات و طلسم میں استعمال ہوتے ہیں کیونکہ ہر منزل کا ایک حرف جو اپنے اندر ایک خاص خصوصیت رکھتا ہے۔جس کا ذکر آگے آئے گا۔

کواکب کا ذکر

انا زینا السماء الدنیا بزینۃ ن لکواکب (۶) (سور الصفت ۳۷)

ہم ہی نے کواکب (سیارے) سے آسمان دنیا کو آراستہ کیا ہے۔'

فقضهن سبع سمٰوات فی یومین وَاَوحٰی فی کل سماء امرها وزینا السماء الدنیا بمصابیح ق وحفظا ذلک تقدیرالعزیز العلیم (۱۲) (سورۃ حمہ السجدہ ۴۱)

سو دو روز میں وہ سات آسمان بنادئے اور ہر آسمان میں اسکا حکم (اثر) بھیج دیا اور ہم نے آسمان دنیا کو چراغوں (سورج' چاند' ستاروں اور سیاروں) سے آراستہ کیا' اور اسے محفوظ کر دیا' یہ منصوبہ ہے زبردست علیم (ہستی) کا

سیاروں کا راجع و مستقیم ہونا۔

فلا اقسم و بالخنس (۱۵) الجوا رالکنس (۱۶) (سورۃ التکویر ۸۱) سو میں قسم کھاتا ہوں ان ستاروں کی جو پیچھے کو ہٹنے لگتے ہیں - چلتے رہتے ہیں جا چھپتے ہیں - حضرت مولانا احمد رضا خاں صاحب بریلوی نے یوں ترجمہ کیا ہے - تو قسم ہے انکی جو الٹے پھریں - سیدھے چلیں' تھم رہیں' یہاں سیاروں کی تین کیفیات بیان کی گئی ہیں - ایک جو الٹا پھرے جس کو اہل نجوم " رجعت یا راجع ہونا کہتے ہیں " سیدھا چلے' اس کو اہل نجوم استقامت یا مستقیم کہتے ہیں اور تیسری صورت تھم رہے' اس کو اہل نجوم ساکن ہونا کہتے ہیں' کوئی بھی سیارہ راجع و مستقیم ہونے سے پہلے رک جاتا ہے یعنی ساکن ہوجاتا ہے یہی تین کیفیات قرآن میں بیان کی گئی ہیں -

حضرت مولانا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے اس ترجمہ کے سلسلہ میں کشف الاسرار کا حوالہ دے کر بیان فرماتے ہیں کہ اس سے مراد خمسہ متحیرہ یعنی زحل' مشتری' مریخ' زہرہ اور عطارد ہیں' اس آیت سے کواکب کے راجع' مستقیم ہونے اور غروب ہونا مراد ہے -

رجعت و استقامت سیارگان -

علم نجوم کا ایک اہم مسئلہ رجعت و استقامت ہے' تمام نجومیوں اور عاملوں کا

خیال ہے کہ سیارہ بحالت رجعت نحس ہوتا ہے اور نقصان پہنچاتا ہے' لہٰذا اس دوران کوئی بھی نیک کام یا عمل و تعویذ وغیرہ یعنی کوئی عمل کرنا' تعویذ لکھنا یا کوئی نیا کام کرنا نہ چاہیئے' مستقیم حالت میں سیارہ سعد ہوتا ہے اس لئے فائدہ کا باعث بنتا ہے لہٰذا اس درمیان عمل' تعویذات اور الواح تیار کرنی چاہیئے' لیکن یہ قاعدہ و کلیہ بعید از قیاس اور خلاف عقل ہے - اس لئے کہ رجعت میں سیارہ لبطیی السیر اور مستقیم حالت میں سریع السیر ہوتا ہے' ان دو حرکات کا نحوست و سعادت سے قطعاً کوئی تعلق نہیں' بلکہ سیارہ اپنی کیفیات کی بنا پر سعد و نحس ہوا کرتا ہے' اس بات کی پختگی مندرجہ بالا قرآن کی آیت سے بھی ہوتی ہے' کیونکہ راجع و مستقیم سیاروں کی قسم اللہ تعالیٰ نے ان کی نحوست کی بنا پر نہیں کھائی ہے' (اس لئے کہ قسم کی اچھی و اعلیٰ چیز کی کھائی جاتی ہے' بری کی نہیں) بلکہ ان کی کیفیات لبطیی السیر و سریع السیر ہونے کے باعث کھائی ہے' جو اللہ تعالیٰ نے ان کواکب کو ودیعت کر رکھی ہے' لہٰذا یہ خصوصیات کبھی خراب نہیں ہو سکتی ہیں -

علم نجوم وہیئت میں شمس کی بہت اہمیت ہے کیونکہ سب سیارے اسی سے روشنی حاصل کرتے ہیں - نجوم میں سیاروں کے استخراج اور دیگر حسابی عمل میں سورج ہی کو بنیاد بنایا جاتا ہے' جیسے ہر عرض بلد پر ظل (سایہ) تبدیل ہو جاتا ہے' جس کی بنا پر بروج کے طلوع و غروب ہونے میں بھی کمی بیشی ہوتی' اور یہ شمس ہی کی بنا پر واقع ہوتی ہے - اس کی علاوہ نمازیں ادا کرنے کا وقت بھی شمس کے ہی سایہ سے متعین کیا جاتا ہے اس ظل کا جسے ہندی مین پلبھا کہتے ہیں' قرآن کریم میں اس طرح آیا ہے -

الم تر الی ربک کیف مدالظل ولو شاء لجعلہ ساکنا ثم جعلنا الشمس علیہ دلیلا (۴۵) (الفرقان ۲۵)

کیا تم نے دیکھا نہیں کہ تمہارے رب نے کسطرح سایہ کو پھیلایا ہے اور اگر وہ چاہتا تو اس کو ایک حالت میں ٹھہرا ہوا رکھتا' پھر ہم نے سورج کو اس کا راہ بتانے والا مقرر کیا -

والشمس تجری لمستقر لھا ذلک تقدیر العزیز العلیم (۳۸) (سورۃ

یسین ۳۶)

اور سورج اپنے مقررہ رستے پر چلا جا رہا ہے ' یہ اندازہ باندھا ہوا ہے اس کا جو زبردست علم والا ہے۔

کیا ستارے ' کواکب ' منازل اور بروج بے مقصد صرف سجاوٹ کے لئے پیدا کئے گئے ہیں ؟

قرآن کریم میں رب العالمین فرماتا ہے۔

وماخلقنا السماء والارض ومابینھما لعبین (۱۶) (سور الانبیا ۲۱)

ہم نے آسمان وزمین کو اور جو کچھ بھی ان کے درمیان ہے۔ اس کو کچھ کھیل کے طور پر نہیں بنایا۔

وَمَا خَلَقنَا السَّمَآءَ وَالاَرضَ وَمَا بَینَھُمَا بَاطِلاً (۲۷) (سورۃ ص ۳۸)

اور ہم نے آسمان اور زمین کو اور جو چیزیں ان کے درمیان ہیں ان کو خالی از حکمت پیدا نہیں کیا۔

خلق السموت والارض بالحق (۳) (النحل ۱۶) اسی نے آسمانوں اور زمین کو حکمت سے بنایا۔

اولم یتفکر وافی انفسھم ماخلق اللہ السمٰوٰت الارض ومابینھما الابالحق (۸) (سور الروم ۳۰)

کیا انھوں نے اپنے دلوں میں غور نہیں کیا کہ اللہ نے آسمانوں اور زمین کو اور جو کچھ ان کے درمیان ہے ایک خاص مقصد کے پیش نظر پیدا کیا ہے۔

ماخلق اللہ ذلک الابالحق یفصل الایت لقوم یعلمون (۵) (سورۃ یونس ۱۰)

اللہ نے سب کچھ یوں ہی بے فائدہ نہیں بنایا مگر تدبیر سے وہ یہ دلائل ان لوگوں کو صاف ' صاف ' بتلا رہا ہے ' جو سمجھ اور علم رکھتے ہیں۔ ان آیات کریمہ سے ظاہر ہو رہا ہے کہ جو کچھ بھی رب نے پیدا کیا وہ بامقصد اور حکمت کے تحت ہی پیدا کیا ' پھر اس نے ان میں خاص صفات رکھیں ' اور ہر ایک کو خاص وضع قطع کا بنایا چاہے وہ نباتات ' جمادات ' حیوانات ہوں ' یا چاند ' سورج ' ستارے اور سیارے ہوں ' جن قوموں نے اس

نظام پر غور و خوض کیا وہ آگے بڑھیں اور دوسری قوموں پر حکمرانی کی - کیونکہ اس سب نظام کو انسان کے اختیار میں دے دیا کہ وہ اس سے پورا ' پورا فائدہ اٹھائے ' جیسا کہ وہ خود فرماتا ہے -

وسخر لکم مافی السمٰوت ومافی الارض جمیعا منہ ان فی ذلک لایت لقوم یتفکرون (۱۳) (سورۃ الجاثیہ ۴۵)

وہی ذات پاک ہے جس نے پیدا کیا تمہارے کام کے لئے جو کچھ زمین میں ہے سب کا سب پھر توجہ کی آسمان کی طرف سو درست کر کے ان کو سات آسمان بنا دیئے اور وہ تو سب چیزوں کا جاننے والا ہے۔

وَسَخَّرَ لَکُمُ الیل وَالنہار وَالشمس والقمر والنجوم مسخرات بامرہٖ ان فی ذالک لایت لقوم یعقلون (النحل ۱۶) (۱۲)

اور جتنی چیزیں آسمانوں میں ہیں اور جتنی چیزیں زمین میں ہیں ' ان سب کو اپنی طرف سے تمہارے لئے مسخر کر دیا ہے بیشک ان میں لوگوں کے لئے دلائل ہیں جو غور کرتے ہیں -

الم تروا ان اللہ سخر لکم مافی السموت ومافی الارض واسبغ علیکم نعمۃ ظاہرۃ وباطنۃ (۲۰) (سورۃ لقمن ۳۱)

کیا تم نے دیکھا کہ اللہ نے مسخر کر دیا ہے تمہارے لئے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے اور سب کو اللہ نے تمہارے کام میں لگا رکھا ہے ' اور اس نے تم پر اپنی کھلی اور چھپی نعمتیں پوری کر رکھی ہیں - .

وسخر لکم الشمس والقمر داء بین وسخر لکم الیل والنہار (سورۃ ابراہیم)

اور تمہارے نفع کے واسطے سورج اور چاند کو مقرر کر دیا ہے جو ہمیشہ چلتے رہتے ہیں او تمہارے نفع کے واسطے رات اور دن مقرر کر دئے ہیں -

ھو الذی خلق لکم مافی الارض جمیعا ثم استوای الی السماء فسو ھن سبع سموت وھو بکل شیء علیم (۲۹) (سورۃ البقرہ) (۲۹)

اور اس نے تمہارے لئے رات دن ' اور سورج اور چاند کو کام میں لگا دیا اور ستارے اس کے حکم سے مسخر ہیں ' بے شک اس میں دلائل ہیں ان لوگوں کے لئے جو سمجھ رکھتے ہیں -

وھو الذی جعل لکم النجوم لتھتدو ' بھافی ظلمت البر والبحر قد فصلنا الایت لقوم یعلمون (۹۸) سورۃ انعام)

اور اس نے تمہارے لئے ستارے بنائے تاکہ ان کے ذریعہ سے اندھیروں میں، خشکی میں اور دریاو سمندر میں بھی راستہ معلوم کر سکو، بے شک ہم نے ان لوگوں کے لئے دلائل خوب کھول کر بیان کر دئے جو جانتے پوچھتے ہیں۔

اس قسم کی اور بھی آیات ہیں جن میں رات، دن، سورج چاند اور ستارے وسیارے انسان کے تابع ہونا بتایا گیا ہے۔ اس لئے انسان ان سے اپنے فائدے کے کام لے سکتا ہے، چاہے وہ مادی ہوں یا غیر مادی، مگر ان کے مسخر ہونے کا یہ مطلب نہیں کہ انسان انہیں جس طرح چاہے استعمال کرے، بلکہ یہ تمام کی تمام خدائے "احکم الحاکمین" کے ارادے اور مشیت میں رہتے ہوئے انسان کے لئے مسخر ہیں یعنی انسان ان سے ان کے طبعی حالات کے خلاف یا ان کی گذر گاہوں سے ان کو ہٹا کر یا ان کی مقررہ رفتار میں ردوبدل کر کے یا ان کی فطری صلاحیتوں اور خاصیتوں کے خلاف ان سے نفع حاصل کر سکے اور کسی کو نقصان پہنچا سکے، یہ قطعی ناممکن ہے، بلکہ خدا کے بنائے ہوئے نظام کے عین مطابق ان کی فطری صلاحیتوں سے پورا پورا فائدہ اٹھا سکتا ہے، چاہے وہ مادی ہوں یا غیر مادی، لہٰذا ان سے انسانی بھلائی کے کام لینا حرام نہیں۔ جس طرح جڑی بوٹیوں کا علم العلاج کے تحت استعمال کر کے امراض سے نجات حاصل کرنا اور صحت کو بحال کرنا ممنوع نہیں، ہاں اگر ان ہی جڑی بوٹیوں سے ایسا کام لیا جائے جو بنی نوع انسان کو نقصان پہنچائے یا تباہ و برباد کر دے تو البتہ ان کا استعمال ممنوع ہے۔ اس لئے علم نجوم کے مسلم ماہرین کا یہی نظریہ رہا ہے کہ اللہ تعالٰی نے سیاروں، ستاروں اور کائنات کی دوسری مخلوق میں جو جو خاصیتیں اور صلاحیتیں رکھی ہیں۔ ان سے انسان کو مکمل طور پر فائدے اٹھانے چاہئے، نہ اٹھانا کفران نعمت ہوگا، لہٰذا اس نظریہ کے تحت اس علم کو حرام نہیں کہا جا سکتا ہے۔

اللہ کے بنائے ہوئے شمس و قمر اور ستاروں سیاروں سے آنے والی شعاعوں کو انسان کی دنیاوی و روحانی پہلوؤں کو اجاگر کرنے میں معاون بنایا جائے تو کیسے حرام ہو سکتا ہے، یا ان سے انسان کی فلاح و بہبود کے لئے کام لینا کیسے ناجائز ہو سکتا ہے۔ نہیں ہرگز نہیں؟ کیونکہ اللہ تبارک تعالٰی نے قرآن میں فرما دیا ہے کہ "تمہارے رب نے ان

سب کو انسان کے تابع کر دیا ہے اور اختیار دے دیا ہے کہ قانون قدرت کے حدود میں رہتے ہوئے ان سے فائدہ اٹھائے' یہی وجہ ہے کہ انسان نے زمین کا سینہ چیر کر اس میں چھپی ہوئی چیزیں نکل کر فائدے حاصل کئے اور آگے بھی کرے گا- کیا سورج کی شعاعوں سے موجودہ دور میں مختلف کام نہیں لئے جا رہے ہیں کیا نسان مندرجہ ذیل شعاعیں' ایکس ریز' الفاریز' بیٹاریز' گاماریز' انفرا ریڈ ریز' الٹرو ائلٹ ریز' لیزر ریز' اور ریڈیو ایکٹو ریز وغیرہ سے بنی نوع انسان کی بھلائی کی کام نہیں لے رہا ہے' جن کا مشاہدہ روز ہو رہا ہے' کیا انسان کے اس فعل کو ناجائز کہا جا سکتا ہے' بالکل نہیں-

عام طور پر مسلمانوں میں یہ بات مشہور ہو گئی ہے کہ علم نجوم سے کسی بھی قسم کی غیب کی خبریں حاصل کرنا "کہانت" ہے' اسلئے یہ حرام ہے مگر تاریخ شاہد ہے کہ اس علم کی ترقی میں مسلمانوں کا بہت بڑا حصہ ہے (اس کی تفصیل آگے آئے گی) دراصل- اس علم کے ناجائز ہونے کی غلط فہمی کا سبب لفظ کاہن اور سورہ مائدہ کی آیت کریمہ ہے جس میں ازلام (ایک طرح پانسے جنہیں پھینک کر شگون لینا ہے) آیا ہے سب سے پہلے کہانت کو سمجھیں - کہانت کی تشریح کو جانیں تو پھر نجوم کے متعلق فیصلہ کر سکیں گے کہ علم نجوم کہانت ہے یا نہیں اور کاہن کسے کہتے ہیں - کاہن اس شخص کو کہتے ہیں - جو بلا کسی علمی وسیلہ کے پیشگوئیاں کرتا ہو' عربی لغات میں اس کے معنی یہ کئے ہیں - الکاہن 'وہ شخص جو کائنات میں رونما ہونے والے واقعات کی خبریں دیتا اور معرفت اسرار کا مدعی ہوتا تھا (تاج) لیکن راغب کا کہنا ہے کہ کاہن اس شخص کو کہتے تھے جو ماضی کی خفیہ باتوں کے متعلق بتایا تھا اور عراف اسے جو آئندہ کے متعلق خبریں دیتا تھا (مفردات القرآن) صاحب محیط نے لکھا ہے کہ یہود و نصاری اور دیگر اقوام میں کاہن اس شخص کو کہتے تھے جو پجاریوں کی طرف سے قربانیاں دیتا اور جانوروں کو قربان گاہ میں پیش کرتا تھا - اور عربوں کے ہاں کاہن اسے کہتے تھے جو کنکریاں پھینک کر غیب کی خبریں بتایا کرتا تھا (محیط) بحوالہ لغات (القرآن ص ۱۴۶۱)

علم الکھانیہ -

قدیم عرب قبل از سلام کا وہ علم ہے جس سے کاہن (عربوں کے پیشوا) آئندہ کے

حالات بتایا کرتے تھے - اس زمانہ کے عربوں کا یہ اعتقاد تھا کہ کاہن غیب کی خبر رکھتا ہے' اور جن ' بھوت ' اس کے تابع رہتے ہیں - اور اسے ہر چیز پر اقتدار ہوتا ہے ' اہل عرب اسے عالم فیلسوف اور مذہبی پیشوا سمجھتے تھے ' عربوں کا مشہور مقولہ ہے - یہود میں احبار نصاری مین رھبان اور عربوں میں کاہن - لیکن طلوع سلام کے بعد کفر کی دوسری تاریکیوں کے ساتھ کہانت کا خاتمہ ہو گیا - (المعجمہ الاعظم جز اول ص ۱۱۶۰
لغات میں کاہن کے معنی تین طرح پر بیان ہوئے (۱) عربوں کا پیشوا (۲) غیب کی خبریں دینے والا (۳) معرفت اسرار کا دعویٰ دار بجمہ اللہ منجم ان تینوں میں ایک کا بھی دعویٰ نہیں کرتا ' بلکہ وہ اللہ کے پیدا کئے ہوئے ستاروں اور سیاروں کی صفات پر ' جو اللہ نے ان میں رکھی ہیں ' ان پر غور و فکر کرتا ہے اور اپنے مشاہدے و تجربہ کی بنا پر کچھ اندازے لگا کر پیشگوئی کرتا ہے - جس طرح ڈاکٹر و حکیم جسم کے مختلف اعضاء کا معائنہ کر کے مرض کا اندازہ لگاتا ہے ' یا تجربہ کار لوگ موسم کی تبدیلی سے بارش ' طوفان اور آندھی کا اندازہ لگا کر پیشگوئی کرتے ہیں ' بالکل اسی طرح منجمین بھی سیاروں کی گردش سے اندازہ لگا کر پیشگوئی کرتے ہیں ' لہذا اس قسم کے فعل کو مذہب نے کہیں بھی ممنوع نہیں کیا ہے -
اصل بات یہ تھی جسے قرآن نے برا کہا ہے کہ پرانے زمانہ میں شیاطین اپنے ماننے والوں کو آسمانی خبریں لا کر دیا کرتے اور وہ لوگ ان باتوں کو دوسروں تک پہنچا کر اپنی پوجا کرواتے تھے - اسلئے قرآن نے اسے یوں سور الصفت میں ایسے لوگوں تکذیب اور شیاطین کو رجم کرنے کو بیان کیا ہے -'
لایسمعون الی الملا الاعلی ویقذفون من کل جانب (۸) دحورا ولھم عذاب واصب (۹) الامن خطف الخطفہ فاتبعہ شھاب ثاقب (۱۰) (سورۃ الصفت ۳۷)
وہ (شیاطین) عالم بالا کی طرف کان بھی نہیں لگا سکتے ' اور ہر طرف سے مارے جاتے ہیں بھگانے کے لئے ' اور ان کے لئے دائمی عذاب ہوگا ' مگر جو (شیاطین) کچھ (خبر) اچک لے تو ایک دہکتا ہوا شعلہ اس کے پیچھے لگ لیتا ہے -

آیت مبارکہ سے معلوم ہوتا ہے کہ ستاروں کے کسی خاص مقام پر ملائکہ کچھ گفتگو نظام عالم کے متعلق کرتے ہونگے - اور جنات وہاں تک پہنچ کر سن لیتے ہونگے ' اور اپنے معمول انسانوں کو بتادیتے ہونگے ' ان ہی کو کاہن کہا جاتا تھا ' اور پھر وہ لوگوں کو خبرین سناتے تھے -

مفسرین نے لکھا ہے ' کہ وہاں فرشتوں کی مشورت یا جو احکام تقدیر نافذ ہوتے تھے ' شیاطین سننے جانے لگتے تھے - تو ان پر انگاروں کی بارش ہونے لگتی تھی ' جو کوئی سن کر بھاگا ' اور آکر دنیا میں ظاہر کیا تو ایک سچ میں سو جھوٹ ملادیتے تھے ' ایک بات سچی دیکھی تو لوگ کاہنوں پر ایمان لے آئے - اور سو جھوٹ دیکھ کر تغافل کیا - اللہ نے اس شیطانی طریقہ کو ناپسند کیا - (تفسیر بیان القرآن)

ملائکہ کی گفتگو کا مقام '

سورۃ الحجر میں بیان ہوا ہے

ولقد جعلنا فی السماء بروجاو زینھا للنظرین (١٦) وحفظنھا من کل شیطین رجیم (١٧) الامن استرق السمع فاتبعہ شھاب مبین (١٨) (سورۃ الحجر ١٥)

اور ہم نے آسمانوں میں بروج بنائے اور دیکھنے والوں کے لئے اس کو آراستہ کیا ' اور ہر شیطان مردود سے اس کو محفوظ رکھا ' مگر کوئی بات چوری چھپے سن بھاگے تو اس کے پیچھے ایک روشن شعلہ ہولیتا ہے -

سورۃ ملک میں بھی یہی بیان ہوا ہے -

ولقد زینا السماء الدنیا بمصابیح جعلنھا رجوما للشطین واعتدنالھم عذاب الشعیر (٥) الملک ٦٧

اور ہم نے قریب کے آسمان کو چراغوں (تاروں) سے آراستہ کر رکھا ہے اور ہم نے ان کو شیطانوں کے مارنے کا ذریعہ بنایا ہے اور ہم نے ان کے لئے دوزخ کا عذاب

تیار کر رکھا ہے - یہی بات شیاطین و جنات کی زبان سے اس طرح کہلوائی ہے -

وانا لمسنا السماء فوجدنہا ملئت حرسًا شدید او شہبان (۸) وانا کنا نقعد منہا مقاعد للسمع فمن یستمع الان یجد لہ شہا بار صدا (۹) (سورالجن ۷۲)

اور ہم نے آسمان کو ٹٹولا تو ہم نے اسے مضبوط چوکیدار اور انگاروں سے بھرا ہوا پایا - اور ہم وہاں کچھ ٹھکانوں میں (خبریں) سننے کے لئے جا بیٹھا کرتے تھے 'سو جو کوئی اب سننا چاہتا ہے تو اپنے لئے ایک تیار شعلہ پاتا ہے -

اسلام آنے سے پہلے شیاطین و جنات آسمان میں جا کر خبریں سنا کرتے تھے مگر جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نبوت عطا ہوئی تو نظم آسمانی میں ایک خاص تبدیلی کر دی گئی 'شیاطین وجنات جو پہلے آسمان کے قریب تک جا سکتے تھے 'ان کی آمدورفت مسدود کر دی گئی 'اور ان پر ٹوٹنے والے تاروں کی بارش ہونے لگی 'اور یہی واقعہ قرآن نے خود جنات کی زبان سے ادا کرایا ہے - اگر مذکورہ آیات پر غور کیا جائے تو علم نجوم اس قسم کے واقعوں کے تحت نہیں آتا 'کیونکہ علم نجوم کا مطلب ہے ستاروں اور سیاروں کی حرکات سے پیدا ہونے والے اثرات کا جاننا جو علم مشاہدے اور تجربات کی بنا پر آتا ہے "کہانت میں نہیں آتا" بلکہ یہ تو انسان کی برس ہا برس کی تحقیق کا نتیجہ ہے - دوسری سورۃ جس میں شگون لینے کو منع کیا گیا ہے وہ سورۃ المائدہ ہے -

وماذبح علی النصب وان تستقسمو ابالازلام ذلکم فسق (۲) اور وہ جانور بھی حرام ہے جو کسی تھان پر ذبح کیا جائے اور یہ بھی حرام ہے کہ تم جوئے کے تیروں سے تقسیم کرو (یا تم پانسوں سے قسمت معلوم کرو) یہ سب گناہ ہیں -

ماذبح علی النصب --

سے مراد ایسے جانور ہیں جو بتوں کے نام پر ذبح کئے جائیں (بیان القرآن - ۵۹۲

تستقسموا --

استقسام - قسم سے ہے اور قسم حظ یا نصیب یعنی حصہ کو کہا جاتا ہے ' اور استقسام کے معنی ہیں اس کا طلب کرنا جو کسی کے لئے مقدر کیا گیا ہے یعنی ایک امر کو کرے یا نہ کرے - (بیان القرآن - ۵۹۲

ازلام---

زُلم یا زلم کی جمع ہے وہ تیر جس پر پر نہ لگائے گئے ہوں (جن کی مدد سے تیر ہوا میں اڑتا ہے - یعنی صرف تیر کی شکل پر لکڑی ہوتی ہے) اور زمانہ جاہلیت میں اس سے قسمت معلوم کرتے تھے - اور قسم کے نیچے لکھا ہے کہ ازلام جوئے کے تیر نہ تھے جن سے ذبح کردہ اونٹنی کے گوشت کے حصے کئے جاتے تھے بلکہ قسمت معلوم کرنے کے تیر تھے (بیان القرآن ۔ ۵۹۳، ۵۹۲)

حدیث ہجرت میں سراقہ کی روایت میں آتا ہے فاخرجت الازلام یعنی سراقہ کہتا ہے کہ جب میں رسول اللہ صلعم کے تعاقب میں گھوڑا دوڑاتا ہوا' آپ کے قریب پہنچ گیا اور گھوڑے نے ٹھوکر کھائی تو میں نے تیر سے فال نکالی۔

ازلام سات تھے' جو کعبہ کے مجاور کے پاس رہتے تھے' یہ شوحط لکڑی کے بنے ہوتے تھے' ایک پر لکھا ہوتا تھا ہاں "ٹھیک ہے" دوسرے پر لکھا ہوتا "ٹھیک نہیں" پھر ایک پر لکھا ہوتا "تم سے" دوسرے پر لکھا ہوتا "تمہارے علاوہ دوسروں سے" پھر ایک پر لکھا ہوتا "چسپاں" دوسرے پر "عقل" اور ایک خالی ہوتا - (تفسیر مظہری) جب لوگ کسی کام کا ارادہ کرتے مثلاً سفر کا' نکاح کا' دامادی کا نسب کا' دیت کا' تو ہبل کے پاس جاتے "ہبل" قریش کا سب سے بڑا بت تھا' غرضیکہ ہبل کی پاس پہنچ کر مجاور کو سو درہم دیتے اور وہ ترکش کو گھما کر تیر نکالتا' اگر ہاں نکل آتا تو اس کام کو کرتے اگر نہیں نکلتا تو سال بھر تک وہ کام نہیں کرتے - اگر تحقیق نسب کرتے تو فال نکالتے' اگر تم میں سے نکل آتا تو اس کو اپنے قبیلہ کا ایک شرف النسب فرد قرار دیتے اگر نکل آتا تمہارے علاوہ دوسروں سے تو اسکو اپنا معاہد دوست قرار دیتے اگر چسپاں کا لفظ نکلتا تو ایسے آدمی کو نہ نسبی شریک مانا جاتا نہ معاہد دوست - اگر دیت کے متعلق اختلاف ہوتا تو فال نکالتے اگر "العقل" نکل آتا تو دیت کا بار برداشت کر لیتے' اگر تیر سے بے نشان نکلتا تو دوبارہ فال نکالتے یہاں تک کہ کچھ نہ کچھ لکھا ہوا تیر نکل آتا پھر اس کے مطابق عمل کرتے' اس قسم کے سب عمل کی اللہ تعالی نے ممانعت فرمائی ہے - علم النجوم کی نہیں کیونکہ نجومی تو اسکے بنائے ہوئے سیاروں کی کیفیات پر غور و فکر کر کے کچھ اندازے لگاتا ہے - نہ ہاتھ سے بنائی ہوئی چیزوں سے نہیں۔

ذالکم فسق -

یہ سب گناہ ہے سعید بن جبیر نے کہا " ازلام " کچھ سفید سنگریزے ہوتے تھے جو مارا کرتے تھے - مجاہد نے کہا اہل فارس اور روم کی جوئے کی گوٹیں ہوتی تھی ' جن سے جوا کھیلتے تھے - سفیان بن وکیع نے شطرنج کے لفظ سے تشریح کی ہے - شعبی وغیرہ نے کہا ہے کہ عرب کے لئے " الازم " اور عجم کے لئے گوٹیں (دونوں کا ایک ہی حکم ہے) میں کہتا ہوں اس طریقہ سے علم غیب حاصل کرنے کی جو چیزیں ہوں سب ازلام میں داخل ہیں ' جیسے اہل علم (رمل) کے پانسے ' فالنامے اور شگون لینے کی ہر اشیاء اور وہ تمام بازیاں جن میں جوا کھیلا جاتا ہے ' ان سب کا اندراج استقسام کے ذیل میں آتا ہے -

حضرت ابو دردا کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے کاہن سے خبر طلب کی یا نصیب معلوم کرنا چاہا یا سفر سے رک جانے کا شگون لیا وہ قیامت کے دن جنت کے اونچے درجات کی طرف بھی نہ دیکھے گا -

راداہ البغوی عن قبیعتہ - بحوالہ تفسیر مظہری ۶۱ ر ۳۶۰ - اور یہ بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پرندوں کے ناموں سے ' آوازوں سے اور گذرنے سے فال حاصل کرنا اور شگون لینا اور کنکریاں مارنا (یعنی ہار جیت یا کرنے نہ کرنے کا حکم معلوم کرنا) کفر ہے - رواہ ابوداؤد بسند حیح - بحوالہ تفسیر مظہری صفحہ ۳۶۱

وان تستقسمو بالازلام .

ان تعلبو العتسم والحکم بالازلام - یعنی حرام ہے تم پر اے ایمان والوں یہ کہ طلب کرو تم قسم یعنی حکم کو ازلام سے ' (کذافی ابن جریر بحوالہ تفسیر مواہب الرحمن صفحہ ۴۸) اور ازلام جمع زم بالفتح وبالضم وفتح لام یعنی چھوٹے چھوٹے تیر جن میں نہ ریش تھے اور نہ بورے اور یہ دربان خانہ کعبہ کے پاس سات عدد تھے جن پر علامتیں بنی تھی اور عرب والے ان کو پھینکتے تھے (یعنی جب کسی کام کے کرنے کا قصد کرتے تھے ' اس وقت ان کو بطور پانسہ پھینکتے تھے) پس اگر پانسہ میں نکالا کہ کرو تو اس کی فرمانبرداری کرتے تھے ' اور اگر اس میں منع آیا تو نہیں کرتے تھے (ابن عباس سے

ابن ابی خاتم سے روایت کیا) اور محمد بن اسحاق نے بیان کیا کہ یہ ساتوں ازلام بڑے بت "ہبل" کے پاس تھے جو کعبہ کے اندر کنویں پر تھا' اور مانند قول ابن عباس کے مجاہد و ابراہیم و حسن وغیرہ ہم سے منقول ہے۔

ابن کثیر نے کہا تین قداح تھے ایک پر لکھا تھا کہ یہ کام کر۔ دوسرے پر لکھا تھا مت کر۔ اور تیسرا خالی تھا' اور یہ ایک تھیلی میں بھرے تھے' جب ہاتھ ڈالتے' اگر پہلا نکالا تو کام کرتا اور دوسرا نکلتا تو نہ کرتا اور تیسرا نکلتا تو پھر ہاتھ ڈالتا' یہاں تک کہ دونوں میں سے ایک نکلے اور عرب والے اس پر قطعی یقین کرتے تھے اور یہ شرک تھا اور مومنوں پر اس کو حرام فرمایا۔

سورۃ اصفت کی آیت ۸ تا ۱۰' سورۃ الحجر کی آیت ۱۶ تا ۱۸ سورۃ ملک کی آیت ۵' سورۃ الجن کی آیت ۹' اور سورۃ مائدہ کی آیت ۲' کی جو وضاحت مفسرین نے کی ہے وہ ملاحظہ فرمائیں کہیں بھی آپ کو نجوم کی نفی نہیں ملے گی' ہاں اگر روکا گیا ہے تو شیاطین کے پیروکاروں کی پیش گوئی کے طریقہ کار سے یا شگون لینے سے' جیسے کسی جانور یا پرندہ کی آواز کو منحوس سمجھنا' یا بلی کا راستہ کاٹنا یا گھر سے نکلنے پر کسی کا ٹوک دینا اور اس کو برا جاننا یا انسان کی اپنی خود کی بنائی ہوئیں چیزیں جیسے پانسے' تیر' گوٹیں اور فالنامے وغیرہ سے سعد و نحس وقت نکال کر کام کرنے نہ کرنے کا شگون لینا غرض کہ اسی قسم کی حرکات سے روکا گیا ہے۔ نجوم کی قرآن میں کہیں بھی تکذیب نہیں آئی ہے اور کوئی بھی منجم غیب سے خبریں حاصل نہیں کرتا' بلکہ اللہ کے بنائے ہوئے ستاروں اور سیاروں کی رفتار کے علم اور تجربہ سے آگاہی حاصل کرتا ہے۔ یہ دیکھنے کے لئے کہ ستارے یا سیارے اچھے یا برے حالات سے آگاہ کرتے ہیں یا نہیں؟ تو مندرجہ ذیل آیات ملاحظہ کریں فنظر نظرۃ فی النجوم (۸۸) فقال انی سقیم (۸۹) سورۃ الصفت ۳۷)

پھر ابراہیم نے ستاروں پر ایک بار نظر ڈالی۔ پھر کہا میں بیمار ہونے والا ہوں۔ یہ واقعہ حضرت ابراہیم کا ہے قرآن نے آج سے تقریباً پانچ ہزار برس قبل علم نجوم جاننے کی خبر دی ہے۔ حسن بصریؒ سے روایت ہے کہ جب ابراہیم کی قوم نے جو نجوم بتوں کو پوجتے تھے اپنی عید کے واسطے شہر کے باہر نکلنا چاہا تو انہوں نے حضرت ابراہیم

کو بھی ساتھ لے جانا چاہا تو حضرت ابراہیم چت لیٹ گئے اور آسمان کی جانب دیکھنا شروع کیا فنظو نظر فی النجوم بس نجوم میں ایک طرح کی نگاہ کی فقال انی سقیم پس کہا کہ میں بیمار ہون - جب قوم نے یہ کلمہ سنا تو ان کو چھوڑ دیا - اور خود عید منانے چلے گئے - قرآن میں کہا گیا ہے انا کل شیء خلقنہ بقدر (۴۹) سورہ رحمٰن) بے شک ہم نے ہر چیز کو ایک اندازے کے ساتھ پیدا کیا ہے اس آیت کی بہت سے مفسروں نے اس کی بہت سی تاویلیں کی ہیں ' لیکن اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس زمانہ میں علم نجوم) کا بہت رواج تھا ' اور حضرت ابراہیم بھی اس علم کو جانتے ہوں گے ' اور دلیل کے طور پر انہوں نے نہ جانے کے لئے اسی علم کا سہارا لیا ' جب تک کوئی شخص کسی علم کو نہ جانتا ہو ' وہ اس کو جاننے والوں کے سامنے دلیل کے طور پر پیش نہیں کر سکتا ' پھر وہ ہونے والے پیغمبر تھے ' اگر نجوم پر اعتقاد ایک غلط نظریہ ہے تو وہ کوئی اور بھی عذر پیش کر سکتے تھے - مقصود تو صرف جانے سے جان چھڑانا تھا ' سیاروں کی کیفیت کے تحت ہی آپ نے دلیل پیش کی اگر نجوم کے اثرات کے لئے اس آیت کو بھی چھوڑ دیں تو سورہ حم السجدہ کی آیت ۱۶ میں نحس ایام کا اس طرح ذکر آیا ہے -

۱ = فارسلنا علیھم ریحا صرصراً فی یام نحسن مستمر (۱۹ سورہ القمر ۵۴)

بے شک ہم نے ان پر وائی منحوس دن میں ٹھنڈا جھکڑ بھیجا -

۲ - فارسلنا علیھم ریحًا صرصرًا فِیْ ایَّامٍ نحساتٍ (۱۶)
(حم السجدہ ۴۱)

تو ہم نے ان پر بڑے زور کی ہوا ایسے دنوں میں بھیجی جو نحس اور مصیبت کے تھے -

۳ = واما عاد فاھلو بریح صرصر عاتیۃ (٦) سخرھا علیھم سبع لیال وثمنیۃ ایام (۷) (سورۃ الحاقۃ ۶۹)

اور عاد جو تھے سو ایک تند و تیز ہوا سے ہلاک کر دیئے گئے - جس کو اللہ نے ان پر سات رات اور آٹھ دن متواتر مسلط کر دیا تھا - مذکورہ آیات میں اللہ نے نحس دنوں کا اشارہ کیا ہے ' اللہ تعالیٰ کو نحسن دنوں کے انتظار کی ضرورت نہیں ' یہاں بھی انسان کو سمجھانے کا ایک طریقہ استعمال کیا ہے - برے وقتوں اور دنوں سے بچو ' ورنہ وہ تو جب چاہے جو جی چاہے کر سکتا ہے سعد و نحس دنون کا تعلق بھی چاند اور دیگر سیاروں سے ہی بنتے ہیں ' اس لئے کہ دن رات کا تعلق ہی شمس و قمر سے ہے ' اور علم نجوم کے سوا ' اور کوئی علم نہیں جو دنوں کے سعد و نحسن ہونے کی نشاندہی کر سکے دوسری

آیت میں اس بات کی وضاحت کر دی کہ نحس دنوں میں نحس کام عارضی نہیں ہوتا بلکہ ہمیشہ کے لئے ہوتا ہے' دوسرے نحس دنوں کے اثرات بھی بیان کر دیئے تیسری آیت میں دنوں کا اظہار کر کے رات و دن کا شمار بھی یعنی مدت کسی عمل کی بھی بیان کر دی۔

اقتربت الساعتہ وشق القمر (۱) سورہ قمر) قیامت کا وقت قریب آگیا اور چاند شق ہو گیا۔

کل یوم ھو فی شان (۲۹) سورہ رحمٰن) ہر دن کی ایک شان ہے۔

کل امر مرھون باوقاتھا (حدیث شریف) ہر امر کسی خاص وقت کا مرہون ہوتا ہے۔

دیکھا آپ نے اللہ تبارک تعالٰی نے دن' وقت اور نحس وسعد کو قرآن کے ذریعہ انسان کو کس۔ کس انداز میں سمجھایا ہے۔ تاکہ وہ کائنات پر غور فکر کر کے اپنے اور دوسروں کے لئے اچھی راہیں تلاش کرے۔ دوسرے یہ کہ سوائے علم و نجوم کے دوسرا کوئی علم ان چیزوں کو تلاش نہیں کر سکتا انجیل مقدس میں منطقہ البروج اور ستاروں کا ذکر اس طرح آیا ہے۔

کیا تو منطعقتہ البروج کو اس کے وقتوں پر نکال سکتا ہے؟ سفر ایوب باب ۳۸ آیت ۳۲

کیا تو عقد ثریا کو باندھ سکتا ہے' یا جبار کے بندھن کو کھول سکتا ہے؟ سفر ایوب باب ۳۸ آیت ۳۱

یا بنات النعش کی اور ان کی سہیلیوں کے ساتھ رہبری کر سکتا؟ ۳۲ سفر ایوب باب ۳۸ آیت ۳۲

کیا تو آسمان کے قوانین کو جانتا ہے؟ ۳۳ سفر ایوب باب ۳۸ آیت ۳۲

قرآن سائنس اور نجوم

اور کیا زمین پر ان کا اختیار قائم کر سکتا ہے (انجیل مقدس باب ۳۸)

کتب مقدس میں بھی بروج ستارے اور آسمان (فلک) کے واضح طور پر ارشادات ملتے ہیں، یعنی جو اوقات منطقتہ البروج کے طلوع و غروب کے جو اصول اللہ تبارک تعالیٰ نے رکھے ہیں، اور کواکب و ثوابت (سیارے، ستارے) جن اصولوں پر اسکے حکم سے حرکت کر رہے ہیں ان ہی کی طرف اشارہ ہے کہ کیا تو ان اصولوں کو سمجھنے کی کوشش کرتا ہے یا سمجھتا ہے (کیا یہ علم نجوم و فلکیات کی طرف کھلا اشارہ نہیں ہے) یا نہیں؟

قرآن کریم میں ایک جگہ ارشاد ہے۔ **والسماء و الطارق O و ما ادرک ما الطارق O النجم الثاقب O ان کل نفس لما علیھا حافظ** (سورہ الطارق ۸۶)

ترجمہ: قسم ہے آسمان کی اور اسکی جو رات کے وقت نمودار ہوتا ہے اور (اے رسول) کیا آپکو معلوم ہے کہ رات کے وقت نمودار ہونے والی چیز کیا ہے' وہ روشن ستارہ ہے اور کوئی شخص ایسا نہیں جس پر ایک نگہبان مقرر نہ ہو۔

الف۔ واحدی نے کہا کہ مفسرین رحم اللہ تعالیٰ سے ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے "طارق" کی قسم کھائی ہے۔ یعنی ستارہ کی جو رات کو نکلتا ہے اور دن میں چھپ جاتا ہے۔

ب۔ ابن زید نے کہا کہ وہ ستارہ "ثریا" ہے

ج۔ فرا نے کہا کہ وہ سیارہ "زحل ہے" جو ساتویں آسمان پر ہے' اس لئے کہ اسکی روشنی ساتوں آسمان کے پار ہو جاتی ہے' تو وہ پورا نجم ثاقب ہوا' بعض نے کہا کہ نجم ثاقب سے مراد "شہاب ثاقب" ہیں جن سے شیاطین مارے جاتے ہیں۔ (تفسیر کبیر بحوالہ تفسیر مواہب الرحمان۔ ۴۳۲))

د۔ ابن کثیر نے یہ معنی لکھے ہیں کہ ہر نفس پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے نگہبان مقرر ہے۔ جو اسکو آفات سے محفوظ رکھتا ہے۔ کماقال تعالیٰ کہ معقبات من بین یدیہ و من خلفہ یحفظو نہ من امر اللہ۔ یعنی بشر کے ساتھ اسکے آگے پیچھے حفاظت کرنے والے ہیں جو یکے بعد دیگرے آتے ہیں' اور اسکی اللہ تعالیٰ کے حکم سے حفاظت کرتے ہیں۔

مولانا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی' کشف الاسرار کے حوالے سے آیت "کل یوم ھو فی شان" کا ترجمہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ایک مرد شریف نہیں ہوتا نفس الامر میں ایک زمانہ میں۔ اور یہ امر اس لئے ہے کہ اکثر اوقات ایک مرد اصل میں شریف نہیں ہوتا' لیکن وہ پیدا ہوا' ایسے زمانے میں کہ اتصالات ملکیہ مقتضی رہیں اسکی بزرگی نسب کو' اور میری رائے میں یہ ایک نوع امتزاج ہے زحل کا شمس سے اور مشتری سے اس حیثیت سے کہ زحل مرات ہو اور نور شمس و مشتری اس میں منعکس ہو تو اس وقت ہو گی۔ اور خدا خوب جانتا ہے اس مولود میں بزرگی نسب و نباہت کے۔

(فیوض الحرمین اردو ترجمہ' طبع شدہ المطبع الاحمدی دہلی۔ ۸۳۔۷۔۱۳۰ھ)

و علمت و بالنجم ھم یھتدو ن النحل ۱۶)

ترجمہ۔ اور (اس نے زمین میں راستہ بتانے والی) بہت سے علامتیں رکھ دیں اور ستاروں سے بھی لوگ ہدایت پاتے ہیں۔

یہاں کچھ احادیث و اقوال دے رہا ہو"۔

و قد اخرج ابو داؤد و الخطیب عن سمرہ بن جندب انہ خطب فذکر حدیثا عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علی الہ و بارک و سلم انہ قال اما بعد فان اناسا یزعمون ان کسوف ھذا القمر و زوال ھذا النجوم عن مواضعھا الموت رجال عظماء من اھل الارض و انھم قد کذبو و لکنھا ایات من ایات اللہ یعبر و ھا عبادہ لینظر ما یحدث لھم لہ من توبہ (فتح القدیر' انعام)

ترجمہ = ابوداؤد اور خطیب نے سمرۃ بن جندب کے بارے میں بیان کیا کہ انہوں نے خطبہ دیا جس میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اما بعد بے شک کچھ لوگ دعویٰ کرتے ہیں کہ اس سورج کا کسوف اس قمر کا کسوف اور جملہ ستاروں کا اپنی جگہ سے

زوال میں جانا زمین کے عظیم آدمیوں کے مرجانے کے سبب ہوتا ہے۔ انہوں نے یہ جھوٹ کہا ہے۔ البتہ وہ ستارے اللہ کی نشانیوں میں سے نشانیاں ہیں۔ تعبیر لیتے ہیں اسکے ذریعہ سے اللہ کے بندے کہ انہیں نظر آجائے یا یہ کہیے کہ وہ واقف ہو جائیں کہ ان کی کسی حرکت (یا اقدام) پر جو انہیں پیش آئے گا۔

اس حدیث میں توبہ استعمال ہوا ہے۔ قارئین کو غلط فہمی سے بچانے کے لئے یہ ضروری ہے کہ وہ لفظ "توبہ" نہیں ہے جو شریعت میں گناہوں سے توبہ کرنے کے بارے میں مذکور ہوا ہے، بلکہ یہ لفظ یہاں سیدھا سادا کئی مقاصد میں سے کسی ایک کی جانب" بڑھنا" کے معنی میں استعمال ہوا ہے۔ گناہوں سے توبہ کے لئے شریعت میں "توبتہ الی اللہ" کے الفاظ استعمال ہوتے ہیں، اس حدیث بالا میں الی اللہ کے اضافی الفاظ نہیں ہیں جس سے یہ سمجھنا مشکل نہیں کہ یہاں اس حدیث میں یہ لفظ صرف متعدد دنیاوی مقاصد اور عزائم میں سے کسی ایک کی جانب میلان اور اقدام کے معنی میں آیا ہے۔ یہ صرف حسب بالا حدیث متن میں وارد لفظ کی تشریح ہے مزید وضاحت کے لئے عرض ہے۔ دین کے سارے احکام تو وحی کے ذریعے سے دیئے گئے ہیں۔ یہاں ستاروں سے استفادے کی جو اجازت دی جا رہی ہے، ان کی ضرورت بجز مسائل دنیا کے اور کس میں ہو سکتی ہے؟ جس سے سمجھنا مشکل نہیں کہ ستاروں سے تعبیر لینے کی یہ اجازت دراصل "دنیاوی امور" ہی کے لئے ہے۔ ہاں جیسا کہ حضرت ابراہیم نے کیا اس دنیاوی علم کے مدد سے لوگوں کی تقویٰ کی جانب رہبری بھی کی جا سکتی ہے اور اس دنیاوی علم کو ان کی ہدایت صراط مستقیم پر لانے کا لئے استدلال کا ذریعہ بنایا جا سکتا ہے۔ حضور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تبلیغ کی حکمت کی بنیاد پر ابتدا میں اس علم کے استفادے سے روک دیا تھا۔ پھر حکمت ہی کی بنیاد آپ نے اس (علم نجوم) کی ممانعت کے حکم کو منسوخ کر کے اس سے استفادے کا حکم دیدیا جیسا کہ آپؐ نے پہلے زیارت قبور، حدیث کے لکھنے، جھاڑ پھونک، زراعت میں زبرگی وغیرہ کی ممانعت کی تھی پھر اس ممانعت کو منسوخ کر کے محولہ بالہ حدیث می = یعبر و بھا عبادہ لینظر مایحدث لھم لہ من توبہ فرما کر پیش گوئی کے اس علم سے استفادے کی اجازت دیدی ہے۔

(۱) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جب قمر در عقرب ہو تو سفر نہ کرو
(بحوالہ روح المعانی سو الصّٰفّٰت)

(۲) حضرت ابن عباسؓ کا قول ہے۔ یہ ایک ایسا علم ہے کہ لوگ اس سے عاجز ہیں اور میری خواہش ہے کہ میں اسے سیکھا ہوا ہوتا۔ (فتح القدیر)

دراصل حضرت ابن عباسؓ ان صحابہ کرام میں سے ہیں جن کی ذمہ داریوں میں قرآن مجید کی آیات اور احادیث نبوی کا سیکھنا اور سکھانا تھا یا پھر جہاد کے لئے تیار رہنا تھا۔ ان ذمہ داریوں کو پورا کرنے میں اتنا وقت لگ جاتا تھا کہ علم نجوم کے اس پہلو پر توجہ دینا ممکن نہ تھا چنانچہ حسب بالا قول میں انہوں نے اسکی اہمیت کو تسلیم کرتے ہوئے اس خواہش کا اظہار کیا ہے کہ کاش وہ اپنی نورانی صلاحیتوں کے ساتھ ساتھ اس علم کے اس پہلے سے بھی واقف رہتے تو وہ نوراعلیٰ نور ہوتا۔

(۳) حضرت عمر فاروقؓ نے فرمایا: علم نجوم سیکھو جو بروبحر میں ہدایت کرتا ہے پھر (نجوم کے بارے میں اس کے علاوہ کوئی اور عقیدے سے) رک جاؤ خدا کی قسم یہ پیدا کیئے گئے ہیں آسمان کی زینت' شیاطین پر رجوع کرنے اور ہدایت کی علامت بنا کر (بحوالہ فتح القدیر سورہ انعام)

(۴) حضرت ابن عمرؓ نے فرمایا کہ: حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ علم نجوم سیکھو جس سے لوگ بحروبر کی ظلمتوں سے نجات پاتے ہیں (فتح القدیر سورہ انعام)

(۵) حضرت ابو الدرداؓ نے فرمایا کہ: حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم ہم سے جدا ہو گئے اور ہم اس میں ایک علم کا دعویٰ کرتے ہیں کہ کواکب بگاڑ اور سنوار کے موکل نہیں ہیں۔ لیکن ان میں بعض آنے والے واقعات کے دلائل ہیں جو تجربات سے سیکھے جاتے ہیں۔ (روح المعانی سورہ الصفت)

(۶) میمون بن ابراہیم نے کہا کہ: علم نجوم کے دوران جھوٹ بولنے سے بچو کیونکہ اس کا ماخذ علم نبوت ہے۔ (بحوالہ روح المعانی)

(۷) تفسیر مظہری نے امام غزالی کا قول نقل کیا ہے کہ: جس نے دعویٰ کیا کہ علم نجوم جھوٹا ہے اس کی کوئی بنیاد نہیں۔

(۸) عن احمد بن محمد بن خالد عن علی بن اسباط عن ابراہیم بن محمد بن حمران عن ابیہ عن ابی عبداللہ علیہ السلام قال من مسافر اور تزوج والقمر فی العقرب لم یرہ الحسنی (کتاب روضہ الکافی حدیث ۲۱۶ ۔ ۷ ۱۴ ۲ طبع تہران (ایران)

(۹) امیر خسرو مثنوی تغلق نامہ ۔ ۱۴۵:

قمر در عقرب و خانہ دہ و دو	عدو رانیش عقرب زد بہ پہلو
سناں ساز و قمر نیش چناں را	زند در چشم بدخواہ آسنارا

(۱۰) روایت ہے کہ جب آنحضرت شرف افزائے عالم سفلی ہوئے تو احمد بن اسحاق نے ایک نہایت قابل منجم کو جواز قوم یہود تھا طلب کر کے حکم دیا کہ فلاں تاریخ اور وقت میں ایک مولود پیدا ہوا ہے، اس کا زائچہ ولادت بنا کر احوال زندگی بیان کر۔ منجم نے زائچہ بنایا تو وقف حیرت ہو کر کہا کہ اے سردار دلائل سیارگان تو عجیب و غریب حالات کا اظہار کر رہے ہیں، یعنی یہ مولود تری نسل سے نہیں ہے بلکہ یہ کوئی پیغمبر یا وصی پیغمبر ہے۔ میری نظر میں سیاروں کی حالت یہ دلالت کرتی ہے کہ یہ مولود از مشرق تا مغرب خشکی، تری، کوہ و صحرا کا مالک ہو گا اور روئے زمین پر کوئی ایسا نہ ہو گا جو اس کا دین قبول نہ کرے۔ (بحار الانوار)

(۱۱) روایت ہے۔ یونس بن عبدالرحمٰن سے منقول ہے کہ میں نے ابو عبداللہؑ سے علم نجوم کے متعلق پوچھا کہ اس کی حقیقت کیا ہے، انہوں نے فرمایا کہ یہ انبیاء کا علم ہے، پھر میں نے پوچھا کہ کیا حضرت علی ابن ابیطالب اس علم کو جانتے تھے۔ انہوں نے فرمایا وہ سب سے زیادہ اس علم کے جاننے والے تھے۔ (دارالج المطالب)

(۱۲) روایت ہے کہ ایک دفعہ لوگ جناب امیرالمومنین کے سامنے اہرام مصر کی تاریخ کے متعلق گفتگو کر رہے تھے اور کوئی ٹھیک سے حقیقت بیان نہ کر پا رہا تھا، آپ نے پوچھا کہ اس پر کوئی تصویر بنی ہوئی ہے۔ ایک شخص نے عرض کی کہ ان پر ایک چیل کی تصویر ہے۔ جس کے پنجے میں کیکڑہ ہے۔ آپ نے فرمایا "**الهرمان لنسر فی السرطان**" یعنی

ہرام مصر کے مثلث نما مینار اس وقت بنے تھے جب نسرا الطائر ستارہ برج سرطان میں تھا۔ اور نسرالطائر ستارہ دو ہزار سال میں ایک برج طے کرتا ہے اور آج کل برج جدی میں ہے۔ اس حساب سے بارہ ہزار سال اس کی بنیاد کو پڑے ہوئے (دارالح المطالب)

(۱۳) جعفر صادقؒ جو علم جعفر کے موجد یا امام اول مانے جاتے ہیں۔ آپ سے کسی نے پوچھا کہ حضرت میں علم نجوم پر عمل کرتا ہوں اور لوگ مجھے منع کرتے ہیں۔ اگر یہ علم میرے دین ایمان میں ضرر کا باعث ہو تو میں اسے ترک کر دوں۔ حضرت نے فرمایا کہ علم نجوم تیرے دین کو ضرر نہ پہنچائے گا' مگر یہ ایک بہت عظیم علم ہے جس میں دسترس کامل بہت کم لوگوں کو حاصل ہوتی ہے اور معمولی استعداد سے کوئی فائدہ نہیں' اس کے بعد حضرت نے ایک ستارہ کی بابت سوالات کئے۔ اس نے حیرت زدہ ہو کر عرض کی یا حضرت میں نے اس ستارہ کا آج تک نام نہیں سنا اور نہ ہی کسی کتاب میں پڑھا آپ نے فرمایا جب تم اس حساب کو جان لو تو وقف حیرت ہو جاؤ' تم لوگ تو محض طالع قمری سے حساب کرتے ہو' بھلا اس سے کس قدر حساب استنباد ہو سکتا ہے (روضہ کافی)

(۱۴) ربیع البرار میں لکھا ہے کہ ایک منجم نے سردیوں کے آخر میں ایک بار برف باری کی پیش گوئی کی' مگر لوگوں نے اسے جھوٹ جان کر اپنی بھیڑ' بکریوں کے بال کترا ڈالے' مگر آخری ماہ میں اس قدر برف پڑی کہ تمام جانور ہلاک ہو گئے اور کھیتیاں برباد ہو گئیں۔

(۱۵) امام المسلمین جناب امام جعفر صادقؑ سے روایت ہے کہ **"عن ابی عبداللہ علیہ السلام قال سئل عن النجوم و قال لا یعلمو ما الا اھل بیت من العرب و اھل بیت من الھند"** جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ ان سے کسی نے نجوم کی حقیقت پوچھی تو انہوں نے فرمایا کہ نجوم کو کوئی نہیں جانتا مگر ایک خاندان عرب کا اور ایک خاندان ہند کا (فروع کافی جلد ثالث کتاب الروضہ ۔ ۱۵۳)

(۱۶) امام شافعیؒ اور علم ہیت و نجوم: آپ نے منازل قمر و شمس' رجعت استقامت' سعد و نحس' تاثیر کواکب و رفتار سیارات' اسباب تغیر و تبدل موسم کو ماہرین علم ہیت و

نجوم سے باقاعدہ اور اچھی طرح سیکھا تھا۔ حافظ ابن حجر عسقلانی نے "توالی
بمناقب محمد ادریس میں چند روایتیں نقل کی ہیں ازاں جملہ یہ واقعہ ہے کہ امام شاف
ایک دوست کا زائچہ آپ نے دیکھ کر کہا کہ ۲۷ دن میں تمہارے یہاں بچہ پیدا ہو
اس کی بائیں ران میں سیاہ تل ہو گا۔ مگر یہ ۲۴ دن زندہ رہے گا پھر دفعتہ مرجا
چنانچہ ایسا ہی ہوا' امام شافعیؒ نے اس کے بعد ساری کتب اس علم کی جلا ڈالیں
نجوم کے متعلق کسی سوال کا جواب نہ دیا (سیرت آئمہ اربعہ ۔ ۳۵۵)

مسلم مفکرین میں سے ابراہیم بن حبیب الفزاری احمد بن محمد بن کثیرا لفغانی ج
حیان۔رازی' ابن رشد ابن سینا المجریطی عمر خیام اور البیرونی وغیرہ کے بقول ا
ارضی پر کوئی واقعہ ظہور پذیر نہیں ہوتا جس کی مثال "فلک ثامن" (نجوم السماء
درجہ کی حد) میں موجود نہ ہو' بقول شاہ ولی اللہ محدث دہلوی فلم ثامن ہی در
احکامات ہم تک پہنچنے کا عملی طور پر فوری ذریعہ بنتا ہے۔

جب ہم ان قرآنی آیات پر غور کرتے ہیں جن میں یہ کہا گیا ہے کہ جو کچھ ز
آسمان میں ہے سب کا سب تمہارے نفع کے لئے مسخر کردیا ہے جیسے آیت و مسخر لک
السموات و ما فی الارض جمیعا منہ ان فی ذلک لایت لقوم یتفکرون (
الجاثیہ ۴۵ ۳) اور جتنی چیزیں آسمانوں میں ہیں اور جتنی چیزیں زمین میں ہیں' ان س
اپنی طرف سے تمہارے لئے مسخر کردیا ہے۔ بے شک ان میں ان لوگوں کے لئے
ہیں جو غور و فکر کرتے ہیں۔

تسخیر کے معنی۔ قرآن کریم میں لفظ تسخیر دو معنی میں استعمال ہوا ہے:

(۱) کسی چیز کا پوری طرح قابو اور کنٹرول میں دے دینا جیسے سواریوں کے بار
بندوں کی زبانی ارشاد ہوتا ہے۔ **سبحان الذی سخر لنا ھذا و ما کنا لہ مقرنین** (ز
۱۳) وہ ذات پاک ہے جس نے ان چیزوں کو ہمارے بس میں کر دیا۔ اور ہم تو ا
تھے جو ان کو قابو میں کر لیتے۔

(۲) کسی چیز کا انسانوں کے نفع کے لئے کاموں میں لگا چھوڑنا جیسے زمین کی پیداوار
فوائد کے لئے اسی طرح شمس' قمر اور دیگر کواکب و رات دن کے لئے ارشاد ربانی ہے

سخر لکم الشمس و القمر دائبین و سخر لکم الیل و النہار (سورہ ابراہیم آیت ۳۳)

تمہارے نفع کے واسطے سورج اور چاند کو مقرر کر دیا جو ہمیشہ چلتے رہتے ہیں اور
رے نفع کے واسطے دن رات مقرر کر دیئے
سلیمان جمل اس کے معنی یوں بیان کرتے ہیں' والمعنی اللہ سخر الشمس و القمر
بان دائما فیہما بعود الی مصالح العبادہ یفتران الی اخر الدھر (جمل ۲/۵۲۵)
یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے چاند سورج اور ستاروں کو ایسے کاموں کے لئے مسخر کر دیا ہے
کا فائدہ انسانوں کو پہنچتا رہے اور یہ کبھی بھی اپنے ان کاموں سے سرتابی نہیں کر سکتے

کیا اس قسم کی قرآنی آیتوں کی صورت میں کوئی کہہ سکتا ہے کہ ان سے کام لینا ناجائز
'کیونکہ اللہ تبارک تعالیٰ نے انسانوں کو اپنی بنائی ہوئی چیزوں پر اختیار دے دیا ہے کہ وہ
ے مادی یا غیر مادی فائدے اٹھائے۔ یہی وجہ ہے کہ انسان زمین و آسمان میں موجود
ں کو استعمال کر رہا ہے۔ کیا شمس و قمر کی شعاعوں سے موجود دور میں مختلف کام نہیں
جا رہے ہیں۔ یہ فوائد مادی ہیں اور ان مادی فوائد کو خاص علوم کے ذریعہ ہی حاصل
ا رہا ہے۔ بالکل اسی طرح ان کے کچھ غیر مادی فوائد بھی ہیں' جو وہی لوگ جانتے
نہوں نے اس علم کو اساتذہ سے حاصل کیا ہو' جیسے غیر مادی عالم
ن علی بونی ایک جگہ فرماتے ہیں: کہ جب قمر منزل نطح (اسی کو منزل شرطین کہا
ہے) میں نزول کرتا ہے تب حرف اسکا الف ہوتا ہے اور الف کے اسرار ظاہر ہوتے
۔ چنانچہ جس وقت اس نے "منزل مذکور میں ظہور کیا اسی وقت سے وہاں سے الف
وحانیت تجلی کرتی ہے۔ اور اجزا عالم میں غضب اور غصہ کا ظہور ہوتا ہے۔
المعارف ۴۲،
ت شیخ ابوالحسن شازلیؒ ایک جگہ فرماتے ہیں: اور جو شخص لکھے آیہ شریفہ کو

سفید کپڑے میں ہفتہ کے دن ساعت عطارد میں جبکہ قمر مسعود ہو (اردو ترجم
سرالجلیل۔ ۳۲)

دوسری جگہ فرماتے ہیں۔ اور اگر اسی طرح اس کا نقش بساعت شرف زحل ا
پاس رکھے تو جو خدا سے مانگے وہ عطا ہو (سترالجلیل۔ ۴۸)

حضرت شاہ محمد غوث گوالیاری: ایک دعوہ کے متعلق فرماتے ہیں۔ یہ دعوہ شرو
کرے ترقی کے لئے عروج ماہ روز پنجشنبہ وقت طلوع آفتاب (جواہر خمسہ۔ ۳۲۸) دو سر
جگہ فرماتے ہیں کہ جو کوئی دعائے سیفی کی دعوت دینی چاہئے اس کو چاہئے کہ اول شرا
اس سند پر ادا کرے کہ پہلے دیکھے کہ آفتاب کس برج میں ہے اور کونسا اسم اس برج
متعلق ہے، جس برج میں آفتاب ہو اسی برج کے اسم سے اس کی قراہ شروع کرے
جواہر خمسہ۔ ۳۲۹)

مولانا محمد یعقوب صاحب نانتوی فرماتے ہیں: روز یکشنبہ اول ساعت اڑھائی د
گھڑی سے پہلے سفید مرغ کے خون میں لکھ کر مرگی کے مریض کے گلے میں باندھے
بیاض یعقوبی۔ ۲۳۴)

فہرست اسماء کواکب بقید ایام: روزہ شنبہ زحل، مشتری، مریخ، شمس زہرہ، عطارد،
(بیاض یعقوبی۔ ۲۳۶)

اوپر اور یہاں دونوں جگہ ساعت کے متعلق لکھا ہے۔ یہ سب اچھی طرح جانتے ہیں ک
ساعت کا تعلق سیاروں ہی سے ہے۔ شمع شبستان رضا میں لکھا ہے: اس پر یہ نقش برو
اتوار پہلی ساعت میں لکھے، طلوع آفتاب سے ایک گھنٹہ تک پہلی ساعت رہتی ہے
انشاء اللہ العزیز سوکھا جاتا رہے گا (شمع شبستان رضا حصہ اول۔ ۴۴)

اعلیٰ حضرت احمد رضا خان صاحب فرماتے ہیں: کہ یہ مربع ساعت سعید میں کندہ ک
کے سونے کی قلعی کرائے اور اس کو مثل چراغ گہرا کر کے چاروں طرف بتی کا نشا
بنائے۔ بعد چار نقش کاغذ پر لکھ کر نئی روئی لپیٹ کر چار بتی بنائے (شمع شبستان ر
(۵۵۔

یہ نقش چاندی کی پتر پر شرف آفتاب میں کندہ کر کے انگوٹھی میں رکھ کر اوپر سے کوئی خوبصورت نگینہ لگا کر انگلی میں پہنے (شمع شبستان رضا۔ ۵۱)

یہ چند مثالیں ان عالموں کی دی ہیں، جن کی عزت و احترام عوام و خواص کرتے آرہے ہیں۔ یہ مثالیں صرف اس لئے دی گئی ہیں تاکہ معلوم ہو سکے کہ سیاروں اور ستاروں کا عملیات و روحانیات میں کتنا عمل دخل ہے، اگر سیاروں کا استعمال حرام ہے تو بزرگوں کے یہ سارے فعل بھی حرام ہو جائیں گے لیکن ایسا نہیں ہے کیونکہ آیات قرآنی سے ظاہر ہے کہ یہ سب کچھ انسان کے فائدے اور بھلائی کے لئے ہی پیدا کیا ہے اس لئے کہ کائنات میں اس سے زیادہ باعظمت پر شوکت اور رب کی چہیتی مخلوق کوئی دوسری نہیں ہے جس کو پروردگار عالم اپنا خلیفہ قرار دے اور جس سے برابری کی، اگر فرشتے بھی خواہش کریں تو انہیں بھی دو ٹوک جواب دے کر خاموش کر دیا جائے، تو اس کی بلندی و رفعت کا کوئی کیا اندازہ کر سکتا ہے۔

رب الحاکمین کی اس کائنات مین انسان کی کیا حیثیت ہے اس کو جاننے کے لئے ہم
احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور کلام الٰہی کی طرف رجوع کرتے ہیں۔
نبی آخری زماں حضرت محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔
لما خلق اللّٰہ آدم و ذریتہ قالت الملائکتہ یارب خلقتھم یاکلون و یشربون و
ینکعون و یرکبون فلجعل لھم الدنیاو لنا الاخرۃ ' قال اللّٰہ تعالی لا لجل من خلقتہ بیدی
و نفخت فیہ من روحی کمن قلت لہ کن فکان (رواۃ البیقی فی شعب الایمان عن
جابرؓ ۔ مشکواۃ صفحہ ۵۱۰)
ترجمہ جب اللہ تعالی نے حضرت آدم علیہ السلام اور انکی اولاد کو پیدا کیا تو فرشتے
کہنے لگے کہ اے پروردگار! تو نے انھیں کھانے پینے اور بیاہ ' شادی کرنے اور سواری
کرنے والا بنایا ہے ' تو انھیں دنیا دیدے اور ہمارے لئے آخرت مخصوص کردے '
پروردگار عالم نے ارشاد فرمایا (تم اسکی برابری کرنا چاہتے ہو) جسکو میں نے اپنی ہاتھوں
سے بنایا اور پھر اسمیں اپنی روح (حکم) پھونکی ' اسے اس (مخلوق) کے برابر کبھی نہیں
کروں گا جسے میں نے ایک حرف "کن" کہہ کر پیدا کیا ہو۔ یہ جواب رب کائنات نے
کس کو دیا؟ ان فرشتوں کو جن کے ہاتھوں میں ہواؤں کا نظام ہے ' جن کے چاند ' سورج
اور ستارے ایک حقیر کٹھ پتلی کی طرح ناچتے ہو اور جو اس کائنات کی روح رواں ہوں '
لیکن فرشتوں کے مقابلے میں انسان کو یہ مقام کیوں نہ دیا جائے۔ اس حضرت کی خاطر
فرشتوں کو یہ جواب کیوں نہ ملے۔ کیونکہ ان کا (فرشتوں) یہ خیال ہی درست نہ تھا۔
اس لیے جب اللہ تعالی نے آدم کو بنانا چاہا تو فرشتوں سے کہا:۔
و اذ قال ربک للملئکتہ انی جاعل فی الارض خلیفتہ۔ قالو اتجعل فیھا من یفسد
فیھا و یسفک الدماء۔ و نحن نسبتح بحمدک و نقدس لک۔ قال انی اعلم ما لا
تعلمون ○ و علم ادمہ الاسماء کلھا ثم عرضھم علی الملئکتہ ' فقال انبئونی باسماء
ھو لاء ان کنتمہ صدقین ○ قالو اسبحنک لا علم لنا الا ما علمتنا انک انت العلیم
لحکیم ○ قال یادم انبھم باسماء ہم فلما انباہم باسماء ہم قال الم اقل لکم انی انی
علم غیب السموت و الارض ' و اعلم ما تبدون و مالنتم تکتمون ○ و اذ قلنا
للملئکتہ اسجدو الادمہ فسجدو الا ابلیس ' ابی و استکبر و کان من الکفرین ○
(سورۃ البقر ۳۰ تا ۳۴)

ترجمہ' اور جس وقت تمہارے رب نے فرشتوں سے کہا کہ میں زمین پر اپنا نائب بنانے والا ہوں تو فرشتوں نے کہا کہ کیا آپ زمین میں ایسے لوگ پیدا کریں گے جو اس میں فساد برپا کریں گے اور خون ریزیاں کریں گے' اور ہم بحمد اللہ برابر تسبیح کرتے رہتے ہیں اور آپکی تقدیس کرتے رہتے ہیں حق تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ میں اس بات کو جانتا ہوں جسکو تم نہیں جانتے اور اللہ نے آدم کو سب چیزوں کے اسماء (ابتدا سے انتہا تک جتنی چیزیں ہونگی انکی خاصیت' کیفیات اور حقیقتوں سے آگاہ کردیا) کا علم دے دیا' پھر وہ چیزیں فرشتوں کے روبرو کردیں' پھر فرمایا مجھ کو انکے نام بتلاؤ اگر تم سچے ہو' فرشتوں نے عرض کیا' آپ تو پاک ہیں' ہم کو معلوم نہیں مگر وہی جو کچھ ہم کو آپ نے علم دیا بے شک آپ بڑے علم والے' حکمت والے ہیں۔ حق تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ اے آدم تم ان فرشتوں کو ان چیزوں کے نام بتلاؤ' پھر جب آدم نے ان چیزوں کے نام بتلا دئے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں نہ کہتا تھا کہ میں آسمان و زمین کے غیب کا حال جانتا ہوں اور اسکو بھی جانتا ہوں جو تم ظاہر کرتے ہو اور پوشیدہ کرتے ہو' اور جس وقت ہم نے فرشتوں کو حکم دیا کہ آدم کو سجدہ کرو تو بجز ابلیس کے سب سجدے میں گر پڑے' اس نے کہنا نہ مانا اور غرور میں آگیا اور کافروں میں سے ہوگیا۔ اس حکم خداوندی سے بھی انسان کی عظمت اور بلند ظاہر ہو رہی ہے' اس لیے فرشتے کتنی بڑی سے بڑی خدمت انجام دیں' لیکن انکی حیثیت اس کائنات میں ادنیٰ خدمت گاروں سے زیادہ نہیں ہے' اور انسان جو سجدہ ملائک ہے وہ "اللہ اکبر" خدا کا خلیفہ اور نائب ہے فرشتے اگر کائنات کی روح ہیں تو انسان کائنات کا حکمران و نگران ہے' جو درجہ تمام فرشتوں اور تمام کائنات کے مقابلہ میں خدا کا ہے وہی درجہ خدا کے بعد دوسرے نمبر پر خدا کے نائب کا ہے۔ اس لیے "خالق کل" نے تمام کائنات کو اپنے بندے (نائب) کیلئے مسخر کردیا ہے جیسا کہ اپنے کلام قرآن عظیم میں فرمایا ہے' اور جسکا ذکر مضمون بالا میں بیان کیا جاچکا ہے۔ لہذا پھر یہ کیوں نہ اس کائنات سے اپنے لئے فائدے حاصل کرے' چاہے وہ مادی ہوں یا غیر مادی۔

قرآنی آیت کی رو سے اسلام ہی ایک ایسا دین ہے' جس نے کائنات کے حقائق و رموز کی طرف زیادہ سے زیادہ توجہ کی ہے۔ تدبر و تفکر کی دعوت عام دی ہے اور یہ قرآن حکیم کا خاص موضوع ہے۔ ام الکتاب میں عبادت اور معاملات کے متعلق ایک سو پچاس آیات ہیں' جبکہ مطالعہ کائنات کے بارے میں سات سو چھپن آیات موجود ہیں۔

ان اشارات کے تحت مسلم مفکروں نے بھی اس علم کو بہت آگے بڑھایا۔
مسلمانوں کی علم الہیت و علم النجوم پر بصیرت کا تذکرہ کرتے ہوئے ڈاکٹر لیسیان کہتا ہے :۔ اس فن کو ایک مکمل سائنس کے درجہ پر پہنچانے والے مسلمان علماء تھے اور یہ بلا خوف و تردید کہا جاسکتا ہے کہ اس فن میں مسلمانوں نے اس قدر ترقی کرلی تھی کہ وہ کام جس کو اقوام یورپ نے بالکل زمانہ حال میں کیا ہے وہ اس وقت کر چکے تھے۔
یورپ کے مشہور مورخ مسٹر تھامس بکل 'ہسٹری آف دی سویزیشن آف یورپ میں تحریر فرماتے ہیں کہ اہل عرب نے عل الرمل اور علم نجوم کو ترقی دیکر سائنس کے درجہ تک پہنچا دیا تھا۔
اسی طرح انسائیکلو پیڈیا آف برٹانیکا جلد دوم مطبوعہ ۱۹۱۱ء میں درج ہے کو ابو اسحاق زرقانی نے اس علم کی جدولیں تیار کیں ' اسکے علاوہ احمد بن محمد ' محمد بن موسی حسن بن حسین ملک عرب کے مشہور نجومیوں میں شمار ہوتے تھے اس دور کے مسلمان علما شرعی عالم ہونے کے ساتھ ساتھ سائنس کی مختلف شاخوں مثلاً نجوم و ہیئت کے بھی ماہر ہوتے تھے ' مسلمان مترجمین میں ابو زید حنین ابن اسحاق ' اسکے بیٹے اسحٰق ابن حنین ' اسکے بھتیجے ابن الحسن ' ابو بشر متے ابن یونس القائی ' ابو زکریا یحیی ابن محمدی المنطقی ' ابو علی عیسی ابن اسحاق ابن زرعہ ' ابوالخیر الحسن ابن الحمار ' یحیی ابن عدی وغیرہ خاص شہرت رکھتے تھے ' نویں صدی کے مترجمین زیادہ تر مشہور و معروف طبیب تھے۔
اس زمانہ میں یہ مشہور تھا کہ بغیر علوم ریاضی ' حساب اقلیدس ' ہیئت نجوم اور موسیقی کی تحصیل کے نہ تو کوئی شخص حکیم ہو سکتا تھا اور نہ ہی طبیب و عالم۔ لہٰذا اپنے اپنے زمانہ میں سائنس کے میدان میں مسلمان علما نے معلومات کا ایک حیرت انگیز اور بہت بڑا ذخیرہ جمع کیا تھا۔ اسلامی دنیا کا مشہور و معروف طبیب زکریا رازی ' ریاضی ' طب ' فلسفہ ' ہیئت و نجوم اور طبعیات کا ماہر تھا۔ حکیم عرب ابو یعقوب ابن اسحٰق الکندی تمام قدیمہ علوم میں مہارت و معرفت کے اعتبار سے فاضل دوراں اور یگانۂ روزگار تھا ' اسے فیلسفوف عرب کے نام سے موسوم کیا جاتا تھا۔ مختلف علوم مثلاً منطق ' فلسفہ ' ہندسہ حساب ' ارثماطیقی ' موسیقی اور نجوم وغیرہ ' متعدد علوم سے متعلق اس نے کتابیں تصنیف کیں ' القفطی نے اسکی ۲۲۵ کتابوں کی فہرست دی ہے ' ان میں ۳۹ کتب ہیئت و نجوم پر ہیں۔

مشہور و معروف صوفی فارابی علم ریاضی، موسیقی، نباتات و حیوانات، علم الہیئت و نجوم، علم مابعد الطبیعات، علم سیاست علم طب، فلسفہ وغیرہ پر حاوی تھا۔

ابو علی ابن مسکویہ طبیب، نجوم و ہیئت، فلسفہ اخلاق اور تاریخ دانی میں مشہور تھا۔

مشہور طبیب ابو علی الحسین ابن عبداللہ ابن سینا مشرق کے تمام حکما کا سرتاج مانا جاتا ہے، قاہرہ میں گیارہویں صدی کی ابتدا میں یہ علم ریاضی، ماہر علم الہیئت و نجوم اور علم طبعیات کا ماہر مانا جاتا تھا۔

گیارہویں صدی کے آخر میں ابو بکر بن یحی، ابن ماجہ، ریاضی، طب، ہیئت نجوم اور موسیقی کا ماہر تھا۔

ابو ریحان البیرونی، عمر خیام اور ابو معشر کی زبردست تحقیقات علم الہیئت و نجوم میں موجود ہیں۔

ابراہیم بن حبیب بن الفزاری، یہ ایک مشہور و معروف اسلامی منجم و حکیم تھا، جس نے پہلی دفعہ اصطرلاب کا استعمال کیا۔ اسکی مشہور کتاب "فی تسطیح الکرۃ" تمام اسلامی حکما کا ماخذ رہی۔ یہ حکیم سمیرۃ بن جندب کی اولاد میں سے تھا، اور علم الہیئت و نجوم سے خاص دلچسپی رکھتا تھا، اسکی مشہور تصانیف میں کتاب القصیدۃ فی علم النجوم، کتاب المقیاس للزوال، کتاب الزیج علی سنی العرب، کتاب العمل بالا صطرلاب ذوات الحلق اور کتاب العمل بالاصطراب المسطح۔

اب اسحاق ابراہیم بن یحیہ النقاش، المعروف بولد الزرقیال الاندسی، یہ حکیم اپنے زمانہ میں علم الافلاک و الکواکب کا سب سے بڑا ماہر تھا۔ اس نے مشاہدہ نجوم کیلئے کئی نئے آلات ایجاد کئے، اس نے آسمان کا ایک نقشہ تیار کیا تھا جو صحیفہ الزرقیال کے نام سے مشہور ہے اور جو علمائے ہیئت و نجوم کے ہاں بڑی قدر کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا، اس میں فاضل مصنف نے تمام حرکات فلکیہ کو پورا، پورا حال درج کیا ہے، جب یہ نقشہ زمین مشرق میں پہنچا تو بہت کم علما اسے سمجھنے میں کامیاب ہوئے، اس حکیم نے کئی رصدگاہیں تیار کی تھیں۔ جن کی بعد میں دیگر علما نے نقل اڑائی، نقالوں میں سب سے زیادہ مشہور ابن الحماد الاندلسی ہے، جس نے ابراہیم بن یحی کے وضع کردہ اصول کو سامنے رکھ کر تین تقاویم (جنتریاں) تیار کیں، جن میں سے ایک کا نام "الکو علی الدور" دوسری کا نام "الاعلی الابد" اور تیسری کا نام المقتبس ہے۔

ابراہیم بن سنان بن ثابت بن قرۃ' کنیت ابو اسحاق' شام کے ایک شہر حران کا باشندہ تھا' بڑا ذکی' عاقل اور فہیم تھا حکمت کی مختلف شاخوں میں کافی دسترس رکھتا تھا اور علم ہندسہ کا بہت بڑا ماہر تھا' کہتے ہیں کہ اتنا قابل مہندس آج تک پیدا نہیں ہوا' علم الہیت پر اسکی تین کتابوں کا علم ہو سکا ہے (۱) آلات الاظلال (۲) اس کتاب میں اس نے بطلیموس القلوذی پر تنقید کی کہ اس نے زحل' مشتری اور مریخ کے اختلاف قلم بند کرنے میں تساہل سے کام لیا ہے' نہ اسکے نتائج اچھے ہو سکتے تھے۔

ابراہیم و محمد و حسن ابناء الصباح۔ یہ تینوں بھائی بلند پایہ کے منجم تھے' انکی چند مشترکہ کتب ملتی ہیں جو تینوں نے ملکر تصنیف کی تھیں۔

اسطفن البابلی۔ یہ ایک کلدانی حکیم تھا' جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ بعثت (۶۱۰ ء) کے قریب زندہ تھا اور افلاک و نجوم کا بہت بڑا عالم تھا' اسکی ایک کتاب "فی احکام النجوم" ماہرین ہیئت و نجوم کے ہاں بہ نگہ احترام دیکھی جاتی ہے۔

احمد بن محمد بن مروان بن الطیب السرخسی۔ یہ ایک اسلامی فلسفی ہے جو یعقوب بن اسحاق کندی کا شاگرد تھا' اسکی تصانیف نہایت عمدہ ہیں' علم النجوم پر اسکی کتاب المدخل الی مناعتہ النجوم ہے۔

احمد بن محمد بن کثیر الفرغانی۔ یہ عہد مامون کا ایک منجم ہے جسکی ایک تصنیف "المدخل الی علم ہیئتہ الافلاک و حرکات النجوم" ازبس مفید و بلند پایہ کتاب سمجھی جاتی ہے۔

احمد بن یوسف المنجم۔ یہ علم النجوم میں کافی شہرت کا مالک ہے اسکی دو تصانیف کے نام یہ ہیں۔ (۱) کتاب النسبتہ و التناسب (۲) کتاب شرح الثمرۃ البطلیموس یہ کتاب مکمل علم نجوم پر ہے۔

ابو العباس بن المنجم۔ اس نے ثابت بن ابراہیم بن زہرون الحرانی الصابی ابوالحسن (جو طب میں ایک خاص شہرت کا مالک تھا اس میں یہ خوبی تھی کہ لوگوں کی نبض دیکھکر کھانے کی چیزیں بتادیا کرتا تھا) کا زائچہ ابن المنجم نے بنا کر دیکھا تو کہا کہ میں دیکھتا ہوں سہم الغیب اور سہم السعادت جیسے زبردست آثار' سیارہ مشتری کے درجے میں پڑے ہوئے ہیں' بس مجھے یقین ہو گیا کہ الحرانی نہیں بولتا یہ ستارے بول رہے ہیں اور اسکی فراست و ذہانت کی وجہ یہ ستارے ہیں۔

احمد بن عبداللہ حبش بغدادی' یہ خلیفہ المامون اور معتصم کے عہد میں تھا۔ اسکی تین

تمیس ہیں ' ان میں سے پہلی زیچ " سدھانت " کے طریقہ پر ہے ' جس میں اس نے
غرازی اور الخوارزی کے خلاف اعمال فلکیہ میں حکیم " ثاوَن " (Theon) اسکندرانی
کے طریقے پر فلک البروج کی حرکت اقبال و ادبار کو استعمال کیا ہے ' تاکہ وہ اسکے ذریعہ
سے ستاروں کے مواضع طول کو درست کرسکے ' یہ زیچ اس نے پہلی مرتبہ اس زمانہ میں
الیف کی جبکہ وہ طریقہ سدھانت کا متعقد تھا۔ دوسری زیچ " الممتحن " ہے جو اسکی تمام
یچوں میں زیادہ مشہور ہوئی ' یہ زیچ اس نے اعمال رصدی کے بعد مرتب کی ہے ' اس
یں حرکت کواکب کا بیان ہے ' جن کا معائنہ رصدی اسکے زمانہ میں ضروری خیال کیا جاتا
تھا تیسری زیچ صغیر معروف " بہ زیچ شاہی " ہے اسکی ایک کتاب اسطرلاب بنانے کے فن
یں بہت عمدہ مانی جاتی ہے۔

والحسن عبدالرحمن الصوفی بن عمر بن محمد بن سہیل۔ یہ فاضل منجمین میں سے تھا ' اسکا
رب کے بڑے مشہور ہیئت داں و منجم میں شمار ہوتا تھا۔ عضدولہ فناخسرو بن بویسہ کا
وست تھا ' عضدولہ کہا کرتا تھا کہ مجھے اس امر پر ناز ہے کہ نحو میں میرا استاد ابو علی
فارسی النسوی ' تقادیم کے حل کرنے میں ابن الاعلم اور کواکب ثابتہ و اماکن ثوابت کا
بدالرحمن الصوفی تھا اسکی تصانیف میں کتاب الارجوزۃ فی الکواکب الشابق (مصور
کتاب التزکرہ و مطارح الشعاعات۔

غ بیگ۔ یہ عالم دینیات تھا ' یہ ریاضیات کا عالم تھا اور علم ہندسہ کے مشکل ترین مسائل
سانی سے حل کرسکتا تھا۔ لیکن ان سب سے بڑھ کر وہ ایک ہیئت داں و منجم تھا ۸۲۸ء
۱۴۲ء میں اس نے سمرقند میں کہک کی دوسری جانب ایک رصدگاہ کی تعمیر شروع کی
اب ویران ہوچکی ہے۔ لیکن اپنے زمانہ میں دنیائے عجائبات میں شمار ہوتی تھی ' اس
صدگاہ کا روح رواں ایک ہیت دان و منجم صلاح الدین تھا ' اسکے تین اور ہیئت داں و
م ساتھی جو کاشان کے باشندے یعنی حسن چلپی (جسے قاضی زادہ رومی کہا جاتا ہے اور
سکے بیٹے مریم چلپی نے الغ بیگ کی تصنیف پر شرح لکھی) جسے قاضی زادہ رومی کہا جاتا
ہے اور جسکے بیٹے مریم چلپی نے الغ بیگ کی تصنیف پر شرح لکھی) غیاث الدین جمشید
ر معین الدین کاشانی انکی معاونت سے الغ بیگ نے اپنی مشترکہ تحقیقات کیلئے نئے اور
قت ور آلات ایجاد کئے۔ یہ دیکھ کر کہ بطلیموس (Ptolmy) کے حسابات اسکے اپنے
شاہدات کے مطابق نہیں تو اس نے انہیں کرنا چاہا اور اس طرح زیچ جدید سلطانی مرتب

کی گئی۔ اس میں مندرجہ ذیل تھیں (۱) مختلف حسابات اور سنین (۲) وقت کے متعلق معلومات (۳) ستاروں کا راستہ (۴) ثوابت کا مقام۔ ان سے پہلے بہت گنجلک اور دشوار فہم مقدمات درج تھے' جن پر بحث کی گئی تھی' ان ہی وجوہ نے الغ بیگ کو اس زیچ کی تالیف پر آمادہ کیا۔ اس زیچ نے یورپ میں شہرت حاصل کرلی اور اوکسفورڈ یونیورسٹی کے پرفیسر گریوز نے اس طرف توجہ دلائی' اسکے لاطینی اور انگریزی ترجمعہ ہوئے۔

فیروز شاہ بھمینی۔ ۸۰۰ء ۸۱۵ء بھی زبردست عالم تھا۔ تفسیر' اصول اور حکمت طبعی و نظری میں ید طولی رکھتا تھا۔ علم ہیئت نجوم سے اسے بڑی دلچسپی تھی ۸۱۰ء میں بمقام دولت آباد ایک رصدگاہ تعمیر کرائی اور تحقیقات فلکی کیلئے محمود گازرونی اور حسن گیلانی جیسے نامور علماء مامور کئے تھے۔

نواب محمد مردان علی خاں (نواب جودھپور) نے ایک جنتری شائع کی ہے' جو ایک سو سال تک مفید ہو سکتی ہے۔ مولوی محمد عبدالرزاق کانپوری (مصنف نظام الملک طوسی' البرامکہ' سفرنامہ ناحر خسرو' فاروق اعظم') کی ولادت ۱۸۶۶ء میں بمقام انبالہ ہوئی' آپکے والد منشی الہی بخش صاحب اپنے عہد کے نامور منجم اور روشن خیال بزرگ تھے۔

مبشر خاں منجم الملک پسر مشرف خاں' جو محمد شاہ بادشاہ کی بنوائی ہوئی رصدگاہ کے مہتم خیر اللہ خاں کے بہترین شاگردوں میں تھا۔ مبشر خاں کی اولاد میں بادشاہ بیگم نام کی ایک بیٹی تھی' جیسے وہ اپنے دوسرے بچوں سے زیادہ چاہتے تھے' اور اپنی اس بیٹی کو علم نجوم کی نظری اور عملی تعلیم انہوں نے بہت اچھی دی تھی۔

کیپٹن ہربرٹ۔ جو شاہ اودھ کا منجم خاص تھا' اسکے علاوہ دربار اودھ کا منجم محمد حسین اس علم کا ماہر تھا' جو ایک صدی قبل گزرا ہے لائن جو "زیچ محمد شاہی" کے نام سے مشہور ہے۔

ایک انگریز محقق "بیلی" نے اس حقیقت کی طرف اشارہ اپنی کتاب "تاریخ علم ہیئت" میں اس طرح کہتا ہے۔ یورپ میں قرون وسطی میں احیاء علوم کی طرف جو پہلا قدم بڑھایا گیا وہ الفرقانی کی کتاب "مبادیات علم نجوم" کا ترجمہ تھا۔ یہ ابوالحسن کی کتاب الفجر و الشفق کا طفیل ہے کہ کیپلر کو انعکاس کرۂ ہوائی کا علم ہوا' اور یہ بہت ممکن معلوم ہوتا ہے کہ نیوٹن کا والتھارب میں سیب گرنے پر قانون ثقل کو دریافت کرنا بہ نسبت اسکے زیادہ تر اہل عرب ہی کا ممنون توجہ ہو' کیونکہ محمد بن موسی الخوارزمی نے جو کچھ

حرکت، اجرام سماوی اور قوت کشش پر لکھا ہے، اس سے پتہ چلتا ہے کہ وہ ضرور موافقت عامہ کشش کے قانون سے بہت پیشتر واقف تھا۔

اگر سب مسلم مفکروں کی علمی تحقیق کو لکھا جائے تو ایک ضخیم کتاب درکار ہوگی، لہٰذا مختصراً یہ چند نام دئے گئے ہیں۔ واقعی یہ علم حرام ہوتا تو ایسے نامور علماء و مفکرین اسکی طرف توجہ نہ کرتے، حالانکہ اس علم سے سربراہان مملکت نے پورا پورا فائدہ اٹھایا اور ساتھ ہی اس کو آگے بڑھانے میں بھی حصہ لیا جیسے:۔

محمد بن علی نیشاپور کی مشہور رصد گاہ کا متولی تھا جسے طاہری خاندان کے امیر طاہر بن عبداللہ نے قائم کرایا تھا، ابن یونس نے اس رصد گاہ کی ایک دریافت کا حوالہ دیا ہے۔ یہ ۲۳۷ھ میں استواء خریفی (برج میزان) کے وقت کا تعین تھا، جو ۱۸ ربیع الاول ۲۳۷ھ مطابق ۱۹ ستمبر ۸۵۱ء بروز ہفتہ واقع ہوا تھا۔ اس دن سیاروں کی پوزیشن حسب ذیل تھی۔

شمس داخلہ صفر درجہ برج میزان، قمر در جوزا ۶ درجہ ۵ دقیقہ ۷ ثانیہ۔ مریخ در سنبلہ ۱۵ درجے ۳۱ دقیقے ۴۸ ثانیہ - عطارد در سنبلہ ۱۹ درجے ۱۱ دقیقے ۲۴ ثانیہ - مشتری در سرطان ۲۶ درجے ۱۸ دقیقے ۲۹ ثانیہ - زہرہ در میزان ۲ درجے ۴۳ دقیقے ۱۲ ثانیہ - زحل در ثور ۱۰ درجے ۳۹ دقیقے ۵۷ ثانیہ - ان میں تین سیارے عطارد، زہرہ اور زحل راجع حالت میں تھے، اور اس سال کا اقل تعدیل (سزانہ اور سیانا طریقوں کا فرق) ۷ درجہ ۵۱ دقیقے ۵۶ ثانیے تھا۔

معتصم باللہ عباسی نے تیسری صدی کے آخر میں نوروز کی اصلاح کی تھی، جسے دو سو سال ہو رہے تھے، اس لئے اس پر نظر ثانی کی ضرورت محسوس کی جا رہی تھی، چنانچہ ۴۶۷ھ میں ملک شاہ سلجوقی اور اسکے وزیر نظام الملک کے حکم سے اصفہان میں ایک رصد گاہ قائم کی گئی، جس میں ملک کے مشاہیر ہیئت داں اور منجمین جمع ہوئے، جیسے عمر خیام، ابو المظفر، اسفزاری، میمون بن نجیب الواسطی، ابوالعباس الکوکبری، محمد بن احمد المعموری وغیرہ اس رصد گاہ کا سب سے بڑا کام نوروز کی تاریخ اور وقت کا تعین تھا جو ۹ رمضان المبارک ۴۷۱ھ مطابق ۱۵ مارچ ۱۰۷۹ء بروز جمعہ کو واقع ہوا تھا۔ اس دن سیاروں کی پوزیشن حسب ذیل تھی۔

شمس کا داخلہ صفر درجہ برج حمل۔ قمر در اسد ۴ درجہ ۳۸ دقیقے ۲۴ ثانیہ - مریخ در سرطان ۲۰ درجے ۱۰ دقیقے ۴۱ ثانیہ - عطارد، در حوت ۳ درجہ ۲۳ دقیقے ۱۰ ثانیہ -

مشتری در سنبلہ ۵ درجہ ۱۰ دقیقہ ۱۹ ثانیہ (راجع) زہرہ دردلو ۲۷ درجے ۲۷ دقیقے ۲۹ ثانیہ - زحل دردلو ۴ درجہ ۴ دقیقہ ۳۰ ثانیہ پر تھے۔ اس سال اقل تعدیل ۱۱ درجے ایک دقیقہ ۴۳ اعشاریہ ۳۱ ثانیہ تھا۔

اسی طرح شرح چغمینی میں وسط شمس، نیز خارج، شمس کی اوسط حرکت روزینہ (۵۹ -۸- ۲۰) مذکور ہے۔

مامون کے زمانہ میں مقام شالیہ بغداد میں ایک رصد خانہ قائم کیا گیا، یحیٰ بن ابی منصور اس رصد خانہ کا منتظم اعلیٰ تھا، جسکے ماتحت عباس بن سعید جوہری، انس سعد بن علی، حبش بن عبداللہ مروزی، عمر بن محمد مروزی وغیرہ کام کرتے تھے۔ اس رصدگاہ میں ان لوگوں نے جو تحقیقاتیں کیں وہ زیچ مامونی کے نام سے چند کتابوں میں ملتی ہے، ان میں سے چند مسائل جن پر تحقیق کی گئی یہ ہیں (۱) معدل اور منطقتہ البروج کے تقاطع سے جوزاویہ پیدا ہوتا ہے اسکو "اعوجاج منطقتہ البروج" کہتے ہیں، اس رصد خانہ میں اعوجاج منطقتہ البروج ۲۳ درجے ۳۳ دقیقے اور ۵۲ ثانئے دریافت کیا گیا تھا۔ جو موجودہ تحقیقات کے نہایت قریب ہے، موجودہ تحقیقات کی رو سے یہ زاویہ ۲۳ درجے ۲۷ دقیقے ہے۔

(۲) وہ دو نقطے جہاں معدل النہار اور منطقتہ البروج کا تقاطع ہوتا ہے، انکو نقطہ اعتدال کہتے ہیں۔ نقطہ اعتدال کی تحقیق سے شمسی سال کے دنوں کی تعداد تقریباً نہایت صحت کے ساتھ دریافت کی گئی۔

(۳) نقطہ اعتدال کی نسبت اگرچہ فرض کیا گیا ہے کہ وہ اپنی جگہ پر قائم رہتے ہیں، لیکن درحقیقت یہ ہر سال ۵۰ ثانیہ آگے بڑھ جاتے ہیں، اس حرکت کا نام "استقبال اعتدالین" ہے، اس رصد خانہ میں استقبال اعتدالین بھی دریافت کیا گیا تھا۔ اسکے علاوہ ماہتاب میں "معادلتہ السرعہ" جسکی وجہ سے چاند کی حرکت گھٹتی، بڑھتی رہتی ہے اسی رصد خانہ میں دریافت کی گئی تھی۔

محمد بن جابر بتانی المتوفی ۳۱۷ ھ کا شمار دنیا کے اعلیٰ ہیئت داں و منجمین میں ہوتا ہے، انکی نسبت یہ تسلیم کیا گیا ہے کہ انہوں نے اس علم کی سب سے زیادہ خدمت کی ہے، اس زمانہ میں رقہ اور انطاکیہ میں دو بڑے رصد خانے تھے، بتانی نے انہی دونوں رصد خانوں میں ۲۶۴ ھ سے ۳۰۶ ھ تک یعنی ۴۲ سال تک ستاروں کا مطالعہ کیا ہے اور شمسی سال کی لمبائی ۳۶۵ دن ۵ گھنٹے اور ۴۶ منٹ قرار دی۔

۴۱ ۶۹ سال ۲ ماہ ۲۳ دن ۸ گھنٹہ ۵۰ منٹ ۴۶
۷-۸ ثانیے

ابن زرقال نے علم رصد کی بے انتہا خدمت کی، صرف آفتاب کے نقطہء اوج دریافت کرنے کیلئے چار سو دو مشاہدات کئے، اس نے معدل النہار کے سالانہ استقبال کا پچاس ثانیہ دریافت کیا تھا، جو تحقیقات حال کے بالکل مطابق ہے۔

رصد مراغہ جو طوسی کی کوششوں کا نتیجہ ہے، اس رصد خانہ میں محقق طوسی، موید الدین عرضی اور فخر الدین وغیرہ علمائے اسلام نے اس رصد خانہ میں جو تحقیقات کیں (۱) ابن اعلم کی اس تحقیق کی تائید کی کہ ثوابت ۷۰ شمسی سالوں میں ایک درجہ طے کرتے ہیں (۲) شمسی سال ۳۶۵ دن ۵ گھنٹے اور ۴۹ منٹ کا ہوتا ہے۔

عباسی خلافت میں پہلا شخص جس نے علوم و فنون کی طرف توجہ کی وہ خلیفہ ثانی ابو جعفر منصور تھا جو فقہ میں دستگاہ عالی اور علم فلسفہ بالخصوص فن نجوم میں کمال رکھنے کے ساتھ ساتھ ان علوم کا شوقین اور اسکے ماہرین کا قدر دان تھا، ۱۵۶ھ مطابق ۷۷۸ء میں خلیفہ منصور کے دربار میں ایک شخص ہندوستان سے پہنچا وہ ہندوستان کے مخصوص ہیئتی حساب "سدھانت" میں ماہر تھا۔ اسکے ہمراہ ایک کتاب برہم سدھانت بھی تھی جس میں بارہ ابواب تھے۔ منصور نے اس کتاب کا عربی میں ترجمہ کرنے، نیز اسکے اصول پر علم الہیت کی ایک کتاب لکھنے کا حکم دیا جسے عرب حرکات کواکب کے حساب میں اصل و معتمد علیہ بنائیں، لہٰذا محمد بن ابراہیم الفرازی نے اس کام کو انجام دیا اور اسکی مدد سے ایک کتاب تیار کی جسے ماہرین فلکیات "السند ہند الکبیر" کہتے ہیں۔ اس زمانے کے لوگ خلیفہ ماموں رشید کے عہد تک اسی پر عمل کرتے تھے تاآنکہ ابو جعفر محمد بن موسیٰ الخوارزمی نے مامون کے ایماء سے اسے مختصر کیا۔ برہم سدھانت ہی کے ذریعہ مسلمان محاسین "جیب" (Sine) کے تصور سے واقف ہوئے، ورنہ یونانی اور ایرانی علم الہیت میں اوتار یا وتر (Chords) ہی کے ذریعہ مثلثاتی حسابات کئے جاتے تھے۔ یعقوب بن طارق جو سدھانت کو عربی میں منتقل کرنے میں محمد بن ابراہیم الفرازی کا شریک تھا، ہندی عالم سدھانت کی مدد سے اس نے ہندوستانی ہیئت کے چتریگ کو "ادوار اربعہ" میں منتقل کیا۔

ابن یونس کی تحقیق جو اس نے اپنی زیچ میں سیاروں کے متعلق دی ہے وہ کچھ اس طرح ہے:۔

جملہ تعدیل شمس :۔ ۱-۵۹

اوج شمس :۔ برج جوزا ۲۲۔ ۳۹۔ ۲۱۵ھ مطابق ۸۳۷ء

حرکت قمر:۔ سن فارسی میں ۴۔ ۹۔ ۲۳۔ ۵۔ ۵۱۔ ۰

حرکت خاصہ قمر:۔ ۲۔ ۲۸۔ ۴۳۔ ۷۔ ۲۸۔ ۴۱

وسط الجوزہر:۔ ۰۔ ۱۹۔ ۳۳۔ ۴۰۔ ۰۔ ۰

جملہ تعدیل قمر:۔ ۵ درجہ

وسط زحل :۔ ۱۲۔ ۱۳۔ ۳۹۔ ۳۳۔ ۲۱۵ھ مطابق ۸۳۷ء

تعدیل مرکز زحل:۔ ۶۔ ۳۱۔ ۰۔ ۰"

تعدیل اوسط زحل :۔ ۶۔ ۱۳۔ ۰۔ ۰"

اوج زحل :۔ ۸۔ ۴۔ ۳"

وسط مشتری :۔ صفر۔ ۲۰۔ ۳۸۔ ۱۲

تعدیل مرکز مشتری :۔ ۵۔ ۱۵۔ ۰۔ ۰

تعدیل اوسط مشتری ۱۱۔ ۳۔ ۰۔ ۰

اوج مشتری ۵۔ ۲۲۔ ۳۲۔ ۰۔ ۰

وسط مریخ:۔ ۶۔ ۱۱۔ ۱۷۔ ۲۷

تعدیل مرکز مریخ:۔ ۰۔ ۱۱۔ ۲۵۔ ۰۔ ۰

تعدیل اوسط مریخ:۔ ۱۔ ۱۱۔ ۹۔ ۰۔ ۰

اوج مریخ:۔ ۳۔ ۳۔ ۳۳۔ ۰۔ ۰

حرکت خاصہ زہرہ:۔ ۷۔ ۱۵۔ ۲۔ ۲۰

تعدیل مرکز زہرہ:۔ ۰۔ ۱۔ ۵۵۔ ۰۔ ۰

تعدیل اوسط زہرہ:۔ ۰۔ ۴۵۔ ۵۹۔ ۰۔ ۰

اوج زہرہ:۔ مثل اوج شمس

حرکت وسطی عطارد:۔ ۱۔ ۲۳۔ ۵۶۔ ۴۲۔ ۳۳

تعدیل مرکز عطارد:۔ ۰۔ ۸۔ ۲۔ ۰۔ ۰

تعدیل اوسط عطارد:۔ ۰۔ ۲۲۔ ۲۔ ۰۔ ۰

اوج عطارد (میزان):۔ ۶۔ ۲۱۔ ۰۔ ۰۔ ۰

نوٹ :۔ یہ پوری تفصیل زیج ابن یونس کے چھٹے باب سے ماخوذ ہے۔
میل کلی کی مقدار حسب تصریح البیرونی قدیم ہندو جوتشیوں کے نزدیک متفقہ طور پر یہ ۲۴ درجے تھی۔ البیرونی لکھتا ہے کہ قدیم یونانی ہیئت داں و منجمین (مثلاً اقلیدس) بھی اسی ۲۴ درجے ہی مانتے تھے۔ لیکن بطلیموس اور اسکے پیشرووں ایراتو ستھینس (اراتیسانس) اور ابرخس کے نزدیک یہ ۲۳ درجے ۵۱ دقیقے ۲۰ ثانیے۔ (دائرہ مارہ یا اقطاب اربعہ کی وہ قوس جو معدالنہار اور منطقۃ ابروج کے مابین ہوتی ہے "میل کلی کہلاتی ہے")
رصد گاہ مامونی میں میل کلی کو دریافت کیا گیا تھا جو حسب تصریح عمر بن محمود الچغمینی، قاضی زادہ رومی ۲۳ درجے ۳۵ دقیقے تھے۔ مگر البیرونی نے لکھا ہے کہ یحیٰی بن ابی منصور نے شماسیۂ بغداد میں اسے ۲۳ درجے ۳۳ دقیقے پایا تھا، اس سے پہلے "مرو" کے ہیئت دانوں نے اس (یحیٰی بن ابی منصور) کی سرگردگی میں بھی اتنی ہی مقدار دریافت کی تھی، خالد بن عبدالملک المروزی نے رصدگاہ "دمشق" میں اسے ۲۳ درجے ۳۳ دقیقے اور ۵۲ ثانیے پایا تھا، خود سند بن علی کا خیال ہے کہ یہ ۲۳ درجے ۳۳ دقیقے ۵۷ ثانیہ ہے۔
وسط شمس :۔ ۲۱۵ ھ (مطابق ۱۹۹ء یزد جرد) میں یحیٰی بن ابی منصور نے اسے گیارہ برج کے بعد بارہویں برج کے ۲۹ درجے ۴۵ دقیقے ۴۵ ثانیے ۱۴ ثالثہ پایا تھا جو مبسوط ہو کر ۳۵۹ درجے ۴۵ دقیقے ۴۵ ثانیئے اور ۱۴ ثالثے آتا ہے۔ لیکن البیرونی اپنے حساب سے آفتاب کی اوسط حرکت یومیہ صفر درجہ ۵۹ دقیقے ۸ ثانیہ ۲۰ ثالثہ ۵۸ رابعہ ۲۱ خامسہ ۲۳ سادسہ، بتاتا ہے۔ "سیوطی نے بھی محمد بن علی خراسانی سے نقل کیا ہے :۔ المنصور اول خلیفۃ قرب المنجمین و عمل باحکام النجوم = منصور پہلا خلیفہ ہے جس نے منجمین کو تقرب بخشا اور احکام نجوم پر عمل کیا۔
خلیفہ المہدی نے دیگر علوم کی سرپرستی کے ساتھ علم النجوم کی بھی سرپرستی جاری رکھی، اسکے دربار میں متعدد نجومی تھے جن کا صدر و رئیس توفیل بن توفیل بن توما السروی تھا جو نجوم وہیئت کا زبردست ماہر تھا۔
خلیفہ المعز کو علم نجوم وہیئت میں بڑی دستگاہ تھی۔ خود اسکے پوتے الحاکم کو بھی اس علم میں دخل تام حاصل تھا، جبل مقطم پر اسکی بنوائی ہوئی رصدگاہ بہت مشہور تھی۔ ایک ہمعصر مورخ بن حماد کا بیان ہے کہ اس کے علم الہیئت پر تانبے کے بنے ہوئے دو آلات دیکھے تھے جن کو خود الحاکم نے بنایا تھا، اور یہ دونوں رصدگاہ کے دو میناروں پر لگے ہوئے تھے

اور اس میں ایک برج کی پیائش تین بالشت تھی عزیز باللہ کے زمانہ میں جامع ازہر میں باقاعدہ علم الہیئت و نجوم کی تعلیم دی جاتی تھی۔

وزیر الافضل بن بدر جمالی نے بھی یہ عہد خلیفہ آمر ایک نہایت اعلیٰ درجہ کی رصدگاہ جبل مقطم کے قریب تعمیر کروائی تھی یہ رصدگاہ دنیا میں اپنا نظیر نہ رکھتی تھی۔

قاہرہ کی وجہ تسمیہ :۔ خلیفہ المعز نے جو علم نجوم کا ماہر تھا' منصورہ کی تعمیر کا زائچہ دیکھ کر کہا کہ اس وقت آفتاب برج حمل میں تھا اور سلطان فلک مریخ تھا جس کو قاہر آسمان کہتے ہیں ' لہٰذا اسی مناسبت سے منصورہ کے بجائے اسکا نام قاہرہ رکھا گیا۔

شہر بغداد کی سنگ بنیاد' خلیفہ منصور کے درباری منجمین کے مشورہ سے رکھی گئی' یعنی ابتدائی مراحل طے ہو جانے کے بعد خلیفہ منصور نے سہل بن نوبخت منجم' ابراہیم الفرازی ' حجاج بن ارطاط اور خالد برمکی کو اپنے حضور میں طلب کیا اور ان نجومیوں سے ساعت سعید دریافت کی اور زائچہ مرتب کرنے کو کہا' لہٰذا زائچہ مرتب ہوا' منصور کو دل خوش کن احکام سنائے گئے' منجملہ ان کے ایک پیشگوئی کی گئی وہ یہ تھی کہ کوئی خلیفہ اپنی طبعی موت سے بغداد کے اندر فوت نہ ہو گا' چنانچہ بنیاد رکھنے کے سہ شنبہ کا دن قرار پایا جب کہ آفتاب برج قوس میں تھا۔

فطمی خلفا خود بھی علم ہیئت و نجوم میں ماہر تھے اور انہوں نے اس فن کے ماہرین کی سرپرستی بھی کی۔ مشہور ہیئت داں علی بن یونس خلیفہ عزیز باللہ کے عہد میں مصر آیا تھا۔ گھڑی کے لنگر اور جنش کے ذریعہ اوقات کی پیائش کی دریافت کا سہرا علی بن یونس ہی کے سر ہے۔ لیکن جس چیز پر اسکی شہرت کو بقا حاصل ہوئی وہ اسکی مشہور زیچ (ستاروں سیاروں کی جدول) ہے جس کو اس نے سالوں کی محنت شاقہ کے بعد چار جلدوں میں تیار یہ زیچ خلیفہ عزیز کے عہد میں شروع کی گئی تھی اور خلیفہ حاکم کے عہد میں پایۂ تکمیل کو پہنچی۔ علی بن یونس نے سرپرست کے نام پر اسکا نام "زیچ الاکبر الحاکمی" رکھا۔ یہ زیچ اس قدر جامع اور مکمل تھی کہ اس نے نہ صرف مشہور یونانی ہیئت دان "پوٹولیمی" (PTOLEMY) بلکہ اس عہد کی تمام زیچوں کو بیکار کر دیا' اس میں ہیئت کے مسائل بڑی تحقیق و تدقیق کے ساتھ بیان کئے گئے ہیں۔ یہ زیچ ہیئت کی تمام کتب میں نقل کی گئی ہے۔ چنانچہ مشہور ایرانی منجم و شاعر عمر خیام نے ۱۰۷۹ء میں ناصرالدین طوسی نے اپنی "زیچ ایلخانی" میں اور چینی ہیئت دان کوشو کنگ نے ۱۲۸۰ء میں اپنی کتاب میں اس زیچ کو درج کیا ہے۔ مشہور فرانسی محقق "سدیو" (SEDIUOT) کا بیان ہے کہ جس چیز کی تحقیق کو غلطی سے قدیم چینی تہذیب

کے سر تھوپا جاتا ہے وہ دراصل مسلمانوں کی ایجاد ہے۔ علی بن یونس کا ۱۰۰۹ء میں انتقال ہوا۔ عرب اور مسلمانوں کے علاوہ دوسری قوموں نے بھی اس علم پر تحقیق کی جیسے پرانی قوموں نے سورج، چاند اور ستاروں کی گردش سمجھنے کی کوشش کی اور اس سے نہ صرف موسموں، سالوں مہینوں، ہفتوں، دنوں اور اسکی ساعتوں کا حساب قائم کیا بلکہ مشاہدات سے یہ معلوم کیا کہ ان کی گردشیں انسانی زندگی پر اثر انداز ہوتی ہیں، لہٰذا ہر کام کے شروع کے لئے اچھے، برے، وقت، کو اس علم کے ماہرین سے پوچھتے اور انکی ہدایات پر عمل کرتے۔

چینی اور بابلیوں نے چاند، وسورج گرہن، دمدار ستاروں کے طلوع، سیاروں کا بروج میں قیام، ایک برج میں بعض سیاروں کا اجتماع وغیرہ اور انکی رفتار کا حساب لگا کر ہفتے، مہینے، سال، ساعتوں کو مقرر کیا اور مشاہدات کی بنا پر سیاروں سے فائدے اٹھائے۔ ہندوؤں نے بھی علم ہیئت و نجوم کو ترقی دینے کے لئے اپنی سرگرمیاں جاری رکھیں، چھٹی صدی کے آخر میں "آریہ بھٹ" ایسا مشہور ہیئت دان بھی اس دور میں پیدا ہوا، جس نے خط استواء پر جا کر ستاروں کی گردش کے حساب کا مشاہدہ کیا، اور اس علم کو بہت ترقی دی، آریہ بھٹ نے سب سے پہلے یہ نظریہ قائم کیا کہ زمین اپنے محور کے گرد گھومتی ہے، اس نے کرہ ارض پر اوقات کے تفاوت کا حساب بھی لگایا اور سورج گرہن و چاند گرہن کو از سرنو درست کیا۔

مہاراجہ بکرماجیت پر سوار تھی کے وقت پر بھی ستاروں کا رصد تیار ہوا تھا۔ "دہلی اور جے پور" میں بھی جنتر منتر کے نام سے رصد گاہیں بنی تھیں جو خستہ حالت میں آج بھی موجود ہیں

دہلی کے لوگ، جے سنگھ کر تعمیر کردہ رصد خانہ کو جنتر منتر کہتے ہیں جے سنگھ اپنے زمانہ کا مشہور ہیئت داں و منجم تھا، اس نے رصد گاہ کی عمارت میں چند الواح تیار کی تھیں، جن کا استعمال اہل ہند آج تک جنتریاں تیار کرتے وقت کرتے رہتے ہیں۔ اس رصد گاہ میں بہت بڑی دھوپ گھڑی ہے، جس میں پیتل کا پتر لگا ہوا ہے۔ اور درجہ دار سنگ مرمر کی محرابوں پر مشتمل ہے اسکے علاوہ ایک اور بھی دھوپ گھڑی ہے جو درجہ دار نصف دائرہ کی شکل کی ہے۔ یہ ان اجرام فلکی کی بلندیوں کا مشاہدہ کرنے کیلئے ہے جو "سمت الراس" کے جنوب یا شمال کی طرف خط نصف النہار میں سے ہو کر گزرتا ہے۔ دو اور

عمارتیں بھی قریب ہی واقع ہیں اور ایک ہی مقصد کے تحت بنوائی گئی ہیں ' تاکہ بیک وقت دو آدمی مشاہدات کر سکیں۔ علاوہ ازیں ایک نصف دائرہ بھی بنا ہوا ہے جس میں نظام شمسی کے بعض معمولی اجرام کی وضاحت کی گئی ہے۔

۸۸ء میں اپنے سفر انڈیا کے دوران دہلی اور جے پور کی رصد گاہیں دیکھیں ہیں جو آجکل تفریح گاہ کے طور پر استعمال ہو رہی ہیں۔ اگر آج بھی انکو استعمال کیا جائے تو بہت سے نئے نئے فوائد سامنے آئیں۔

بنارس میں بھی راجہ مان دھاتا نے ایک اصطرلاب "مان مندر" میں بنوایا تھا ' جو اس وقت خستہ حال میں موجود ہے۔ مہاراجہ رندھیر سنگھ والئے ریاست جموں و کشمیر نے ملک ہندوستان کے عالم برہمنوں کو جمع کر کے ان سے ایک زیچ تیار کروائی ' اور جوتش کا ایک بڑا بھاری گرنتھ بنام "رندھیر جوتش پرکاش" تیار کرایا۔

غرضیکہ ہر قوم نے اس علم کو آگے بڑھانے اور فائدے اٹھانے پر پوری پوری توجہ دی کیونکہ حکماء کا اس امر پر اتفاق ہے کہ گردش افلاک اور گردش نجم کا اس دنیا کے حوادث پر بہت بڑا اثر ہے اور قوائے فلکی اس عالم کے واقعات میں مؤثر ہوتے ہیں ایسی صورت میں اگر کسی بظاہر عجیب و غریب سے تعلیل ہم مادی و طبعی علل و اسباب سے نہیں کر سکتے تو یہ کیوں ممکن نہیں ہے کہ اسکے اسباب فلکی و سماوی ہوں (سیرۃ النبی جلد سوم صفحہ ۴۴)

مشہور عمارتوں کی تعمیر میں بھی منجمین کے مشورے شامل رہے ہیں ' جیسے پہلے قاہرہ بغداد کی تعمیر کے متعلق لکھ چکا ہوں '

"لال قلعہ دہلی" اسکی بنیاد شاہجہاں بادشاہ نے ۹ محرم ۱۰۴۹ھ مطابق ۲ مئی ۱۶۳۹ء بروز جمعرات کو نصف شب کے وقت اپنے منجمین استاد حامد خاں اور احمد خاں کے مشورہ سے رکھوائی تھی '

اور اس وقت کا زائچہ بنیاد لال قلعہ ' اسکی دیوار پر اس زمانہ سے نصب ہے۔ زائچہ کی نقل سامنے دی گئی ' یہ زائچہ آثار الصنادید مرتب سر سید احمد خاں سے لیا گیا ہے۔

زائچے اگلے صفحہ پر

اسی طرح شہر گجرات کی بنیاد بھی منجمین

کے مشورہ اور اچھے وقت کو ملحوظ رکھتے ہوئے ڈالی گئی تھی' یہ زائچہ بیساکھ شدی تھ تیج ۸۰۲ بکرمی مطابق ۱۷ مارچ ۷۴۵ء ۳۲ گھڑی ۴۵ پل طلوع آفتاب کے بعد جب یہ گزر چکا تب منجمین حضرات نے اس شہر کی بنیاد رکھوا دی۔ زائچہ کی نقل سامنے دی گئی ہے' یہ زائچہ مرات احمدی یعنی آئینہ گجرات ص ۲۱ سے لیا گیا ہے۔

زائچہ بنیاد لال قلعہ دہلی

زائچہ شہر گجرات یا انہل واڑہ یا نہر والا کی بنیاد کا

ان دونوں زائچوں میں سیاروں کی صحیح پوزیشن میں تھوڑی سی رد بدل کی گئی ہے

(مرتب ڈاکٹر محمد ایوب تاجی)

اس پہلے بھی یہ بات وضاحت سے بیان کی گئی ہے کہ علم نجوم سے عوام ہی نے نہیں بلکہ خواص نے بھی اس سے مختلف کام لئے ہیں' جیسے عمارتیں' شہری اور قلعہ وغیرہ بنانے کیلئے اچھے وقت کا تعین۔

جب کینڈا' اور امریکہ کی حد بندی کے واسطے ۴۹ درجے عرض بلد طے پایا تو دنیا کے ماہرین علم الافلاک کا ایک کمیشن مقرر کیا گیا تھا' جن کے سپرد اس عرض بلد کے صحیح مقام کی نشان دہی کرنی تھی (علم الافلاک صفحہ ۱۹)

جبل گلبوآ کے دامن میں ایک کبٹز (KIBBUTZ) جسے بیت الفا (BET-ALPHA) بھی کہا جاتا تھا' جب یہاں چند سال قبل اسرائیل آباد کاروں نے کھدائی کی تو ایک عبادت گاہ کے کھنڈر برآمد ہوئے' جسکا زمانہ ء تعمیر شہنشاہ جسٹینین کا عہد تھا (چھٹی صدی عیسوی) اس معبد کے فرش پر بارہ برجوں کا موزیک بنا ہوا تھا' جس میں بروج کے نام عبرانی میں لکھے تھے۔ غرضیکہ قدیم و جدید قومیں اجرام فلکی سے معاشی' معاشرتی' معاشرتی' مذہبی اور سیاسی کاموں میں ان سے فوائد حاصل کرتی رہی ہیں۔

حضرت موسیٰ سے قبل موسم بہار کا نقطہ اعتدال اس وقت آتا تھا جب شمس برج ثور میں

داخل ہوتا تھا۔ پھر اسے پیچھے کر کے برج حمل میں شمس کے داخلے کے وقت کو موسم بہار کا نقطۂ اعتدال سے منسوب کر دیا گیا۔ حضرت موسیٰ ؑ عبرانی کلینڈر کو درست کرنا چاہتے تھے مگر انھیں اپنے ماننے والوں کو بیل (برج ثور) کی تقریبات چھوڑ کر نئے موسم بہار کے شمسی جانور مینڈھے (برج حمل) کی طرف مائل کرنے میں خاصی مشکلات کا سامنا کرنا پڑا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ ساری دنیا میں موسیٰ ؑ کے ماننے والے یہودیوں کی عبادت گاہوں میں آج بھی مینڈھوں کے سینگ (برج حمل کی شکل) نظر آتے ہیں۔ حضرت موسیٰ ؑ دیگر تمام علوم کے ساتھ، ساتھ علم ہیئت و نجوم پر بھی مہارت رکھتے تھے، اور وہ نقطہ اعتدالین کی مراجعت سے بخوبی واقف تھے (R.D.Page 7)

حضرت ادریس ؑ نے لوگوں کے لئے چند عیدیں مقرر کر دی تھیں، مثلاً جب سورج کسی برج میں داخل ہوتا تھا، یا ہلال نظر آتا تھا، یا گردش کے بعد کوئی سیارہ اپنے گھر میں واپس آتا تھا تو وہ لوگ عید منایا کرتے تھے (حکمائے عالم صفحہ ۲۲)

جعفر بن محمد بن عمر ابو معشر البلخی بیان کرتا ہے کہ ادریس علیہ السلام پہلے منجم تھے (حکمائے عالم صفحہ ۲۶)

انڈونیشیا کے صدر "سوکارنو" خود کہا کرتے تھے کہ میں ۶ جون کو پیدا ہوا ہوں اور یہ میری بڑی خوش قسمتی ہے کہ میں جیمنی (برج جوزا) یعنی دوہری خصوصیت کا مالک ہوں، اسی لئے میری عادت میں بے انتہا رحمدلی بھی ہے اور بعض اوقات فولاد کی طرح سخت ہو جاتا ہوں (روزنامہ مشرق میگزین نمبر ۱۹۸۲ء صفحہ)

صدر سہارتو (صدر انڈونیشیا) اہم فیصلے منگل یا بدھ کو کرتے تھے، انکے خیال میں سینچر کا دن منحوس ہوتا ہے۔ (ایضاً)

انڈونیشیا میں سینچر کے روز ہسپتال میں مریض کا داخلہ نہیں لیا جاتا، اور نہ ہی صحت یاب ہو کر ہسپتال سے فراغت حاصل کی جاتی ہے

ہندوستان کی آزادی کا دن ۱۴ اگست کی ۱۹۴۷ء کی نصف شب کے بعد کا تعین بھی ایک جوتشی کے مشورہ سے کیا گیا تھا، اس لئے ۱۴ اگست بجائے ۱۵ اگست رکھا گیا اور اسی شب ہندوستان کی آزادی کا اعلان ہوا

مومن خاں مومن اور علم نجوم :- دہلی میں حکیم آغا جان کے چھتے کے سامنے مومن خاں کا ایک عالی شان مکان تھا، ایک روز مومن خان اپنی حویلی میں تشریف فرما تھے

'اور ان کے ہندو شاگرد سکھانند رقم بھی بیٹھے تھے' مومن خاں کے سامنے والی دیوار پر ایک چھپکلی بہت دیر سے ایک ہی جگہ پر ٹھری ہوئی تھی' مومن خاں نے اسکی طرف دیکھ کر کچھ دیر تامل کرنے کے بعد فرمایا کہ سکھانند سامنے دیوار پر چھپکلی دیکھ رہے ہو نا' میں اس کے متعلق حکم لگاتا ہوں کہ جب تک اسکا جوڑا پورب کی طرف سے نہ آیگا' یہ دیوار سے نہ جائیگی' اسکا جوڑا آئے پر آئے۔ مومن خاں یہ حکم لگاکر خاموش ہو گئے' اسی اثنا میں مولانا وہبائی اپنے کسی دوست کو ساتھ لئے آدھمکے' ان کے دوست کوئی مشاعرہ کرانا چاہتے تھے اور انکی خواہش تھی کہ مومن خاں بھی اس میں شرکت کریں' ابھی مشاعرہ کی باتیں ہو رہی تھیں کہ ایک بنارس کا سوداگر کپڑوں کے دو گھٹے لے کر آیا (حکم لگانے اور سوداگر کے آنے کا درمیانی وقفہ کمازکم ڈھائی گھنٹے تھا) اور مزدور کے سر سے کپڑوں کی گٹھڑی اتاری' تو اس میں سے پٹ سے ایک چھپکلی نیچے گری اور دوڑ کر سامنے کی دیوار پر چڑھ گئی' جب دونوں چھپکلیاں اکٹھی ہو گئیں تو دونوں ملکر ایک طرف چلی گئیں۔ (دلی کی آخری شمع صفحہ ۳۶٫۳۷)

ایک دن غریب ہندو نہایت پریشانی کی حالت میں انکے پاس آیا' اس وقت مومن خاں کے پاس انکے پرانے دوست شیخ عبدالکریم بھی بیٹھے ہوئے تھے۔ خاں صاحب نے آنے والے ہندو کو دیکھتے ہی کہا کہ تمہارا کچھ مال نہیں مل رہا ہے۔ اس نے کہا خاں صاحب میں لٹ گیا برباد ہو گیا' مومن خاں نے کہا کہ خاموش رہو جو میں کہوں اسے سنتے جاؤ اور جو بات درست نہ ہو اس سے انکار کر دینا' پھر فرمایا کہ وہ مال جسکو تو چوری سمجھ رہا ہے زیور کی قسم کا ہے' اس ہندو نے جواب دیا ہاں سرکار' پھر مومن خاں نے کہا کہ کہیں رکھ کر بھول گئے ہو' مال گھر سے باہر نہیں گیا ہے جا کر دیکھو مل جائیگا۔ وہ ہندو خاں صاحب کے کہنے پر گھر گیا اور سارے گھر میں اچھی طرح دیکھ بھال کے آیا اور کہا جناب میرا چھوٹا سا گھر ہے' میں نے گھر کا کونہ کونہ تک چھان مارا' مگر زیور کا کہیں پتہ نہ چلا۔ خاں صاحب نے کہا کہ زیور اسی گھر میں ہے تم غلط کہتے ہو۔ آنے والے ہندو سائل نے کہا سرکار میں تو بہت ڈھونڈ چکا ہوں' اب آپ ہی چل کر تلاشی لے لیجئے۔ مومن خاں نے کہا کہ میں یہیں سے بتا دیتا ہوں یہ کہہ کر اسکے سارے گھر کا نقشہ بیان کرنا شروع کیا وہ سب باتوں کو تسلیم کرتا جاتا تھا۔ پھر کہا اس گھر میں جنوب کے رخ ایک کوٹھڑی ہے اور اس میں شمال کی طرف ایک لکڑی کا مچان ہے' جاؤ تمہارا زیور اسی مچان پر ہے' جا کر لے

لو' غرض وہ گیا اور جب روشنی کر کے مچان پر تلاش کیا تو زیور کا ڈبہ جوں کا توں وہیں سے مل گیا (آبحیات صفحہ ۴۹۵)

انگلستان کے مشہور نجومی و ماہر علم الاعداد اور فراست الید (پامسٹری) کے پروفیسر "کیرو" جنہوں نے ۱۹۲۵ء میں کتاب "عالمی پیشگوئیاں" نامی ' جس کے پہلے ایڈیشن میں قیام پاکستان کا ذکر کیا تھا وہ بالکل صحیح ہوئی ' اور اسی کتاب میں دیگر کئی پیشگوئیاں تھیں۔ ان میں سے چند کا ذکر کرتا ہوں (۱) ہندوستان تقسیم ہو جائیگا (۲) نہر سویز پر انگریزوں کی لڑائی ہو گی (۳) فلسطین میں یہودیوں کی حکومت قائم ہو جائیگی (۴) شاہ ایڈورڈ ہشتم کسی عورت کی وجہ سے تخت و تاج سے دست بردار ہو جائیں گے۔ اور یہ ساری پیشنگوئیاں درست ہوئیں۔ (عالمی پیشنگوئیاں)

مولانا کوثر نیازی صاحب روزنامہ جنگ میں کالم مشاہدات و تاثرات میں لکھتے ہیں ' اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں بار بار کائنات میں تدبر کرنے کا حکم دیا ہے۔ ستارے اور انسانی ہاتھ اسی کائنات کا حصہ ہیں ان سے باہر تو نہیں۔ انکے تغیر و تبدل پر غور و خوض آیات قرآنی کے منشاء و مصداق سے کیونکر متصادم ہو گا؟ مجھے علم نجوم سے تو کوئی ایسی دلچسپی نہیں صرف سائنسی حد تک فلکیات کا سرسری مطالعہ کیا ہے ' مگر دست شناسی سے خاصا لگاؤ ہے اس پر بہت پڑھا بھی ہے اور اسکے ماہرین سے ملاقاتیں اور بحثیں بھی کی ہیں۔ جیسے علم قیافہ ہے کہ تجربہ کار اصحاب نظر چہرہ دیکھتے ہی پہچان لیتے ہیں آدمی کس قماش کا ہے اسی طرح انسانی ہاتھ ہے کہ اسکی انگلیوں کی بناوٹ ' اسکے انگوٹھے اور اسکے طول و عرض اور اسکی نمی و گرمی سے باآسانی ہاتھ والے کے کردار اور اسکی شخصیت کا اندازہ کیا جا سکتا ہے ' ہمارا عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا کوئی کام حکمت کے بغیر نہیں اس نے جو کچھ بنایا ہے با مقصد بنایا ہے ' سوال یہ ہے کہ ہاتھ کی لکیروں کا مقصد کیا ہے؟ دائیں اور بائیں ہاتھ کی لکیریں کیوں مختلف ہیں؟ ایک شخص کے ہاتھ کی لکیریں بعینہ ویسی کیوں نہیں ہیں جیسی دوسری شخص کے ہاتھ کی لکیریں ہیں؟ ہاتھ کی لکیریں بدلتی کیوں رہتی ہیں؟ کبھی ایک لکیر دھندلی پڑ جاتی ہے اور اسکے ساتھ ایک نئی لکیر جنم لے لیتی ہے۔ ان سوالات کا ایک صاف سیدھا جواب تو یہ ہے کہ یہ سب کچھ مہمل اور بے مقصد ہے مگر جو شخص یہ کہتا ہے وہ اللہ پر ایک بے مقصد اور بے حکمت کام کرنے کی تہمت لگاتا ہے ' دوسرا جواب وہ ہے جو پامسٹری اور دست شناسی فراہم کرتی ہے ' آپ اسے یقینی نہ سمجھیں کوئی بڑے سے بڑا پامسٹ اور دست شناس بھی اسے یقینی نہیں سمجھتا لیکن کائنات میں تدبر کی ایک

کوشش قرار دیتے ہوئے کم سے کم اس سے دلچسپی ظاہر کرنے کو جائز جانیں۔ (مولانا نے یہاں ایسے علم کا ذکر کیا ہے جس آگاہی حاصل کیجائے) پھر آگے لکھتے ہیں:۔ مشرق میں قدیم بادشاہوں کی طرف سے کسی اہم اقدام سے پہلے نجومیوں اور جوتشیوں کی طرف رجوع کرنے کا طریقہ بہت پرانا ہے' خود قرآن حکیم میں فرعون مصر کے بارے میں بتایا گیا ہے کہ اسے نجومیوں نے پیشگی نبی اسرائیل میں اس بچے کی پیدائش کے بارے میں اطلاع دے دی تھ جسکے ہاتھوں اسکی تباہی مقدر تھی' اسی پیشگوئی کی وجہ سے اس نے یہ وطیرہ بنا لیا تھا کہ وہ نبی اسرائیل میں پیدا ہونیوالی لڑکیوں کو تو چھوڑ دیتا لیکن لڑکوں کو قتل کرا دیتا۔ اس نجومی کی بات درست ثابت ہوئی۔ حضرت موسیٰؑ کی ولادت ہوئی مگر قدرت نے اپنے نبی کو ایسے سعد وقت میں پیدا کیا کہ وہ فرعون مصر کے ظلم سے محفوظ رہے اور اس کے گھر میں ہی پرورش پائی۔

طب اور نجوم

صدیوں سے علمِ طب اور نجوم کا چولی دامن کا ساتھ رہا ہے۔ ایک زمانہ تھا جب
عام نجوم و طب کی باقاعدہ تعلیم دی جاتی تھی اور ان کا شمار اہم تعلیمی مضامین میں ہوا کر
تھا۔ پہلے اس بات کا خاص خیال رکھا جاتا ہے کہ جب بچہ ایک خاص عمر کو پہنچے تو اس کو
علم نجوم کی تعلیم سے روشناس کرایا جائے، جیسا کہ کتاب "فردوس الحکمت فی الطب" میں لکھ
ہے کہ "جب بچہ بارہ ۱۲ سال کی عمر کو پہنچے اور لکھنے پڑھنے و نحو سے واقف ہو جائے تو ا
علم نجوم سے اور علم مساحت یعنی علم ہندسہ کی تعلیم دینی چاہیئے۔ اور جب چودہ سال کا ہ
جائے تو اسے مبادیات فلسفہ اور علم طب کی تعلیم دینی چاہیئے۔

کتاب ہذا صہ ۲۷۹۔

یہ ایک طریقہ تھا جس پر عمل ہوتا رہا جس کی بنا پر ہر ایک اچھا طبیب علم نجوم
بھی واقفیت رکھتا تھا۔ اس طریقہ کار کی اہمیت "بقراط" کے اس قول سے بھی ثابت ہو
ہے کہ "وہ طبیب جو علم نجوم سے استفادہ نہ کرے وہ تشخیص و تجویز میں مشکلات پائے گ
ویسے تو یہ بات صدیوں پرانی معلوم ہوتی ہے لیکن ہر دور میں بقراط کے قول اور پرا
طریقے پر عمل کرنے والے موجود ہیں۔

چنانچہ اسمٰعیل جرجانی اپنی کتاب "ذخیرۂ خوارزم شاہی" میں لکھتا ہے کہ "قدیم ایرانی طب میں نظام شمسی کے ہر سیارہ کا انسان کی تندرستی اور بیماری کے ساتھ ایک گہرا تعلق سمجھا جاتا تھا۔ خصوصاً چاند کے سریع السیر ہونے کی بناء پر اس کا اثر امراض کے زیر و بم میں تلاش کیا جاتا رہا۔ قدیم ایرانی طب کا ایک نظریہ یہ بھی تھا کہ "بحران" (بحران طبی طریق علاج کی ایک بہت اہم اصطلاح ہے۔ اس اصطلاح سے مراد جسم انسانی کی وہ کیفیت ہے جب وہ بیماری پر غالب آنے کی کوشش کرتی ہے۔ اگر بحران مرض پر غالب آجائے تو اسے اچھا بحران سمجھا جاتا ہے اور اگر وہ بیماری سے مغلوب ہو جائے تو اسے بحران ناقص سمجھا جاتا ہے) ہر وقت نہیں ہوتا بلکہ اس کے مقررہ دن ہوتے ہیں جو خطرہ کے دن سمجھے جاتے ہیں۔ انہوں نے وہ خطرہ کے دن اپنے تجربات و مشاہدات سے معلوم کر لئے تھے۔

ان کے خیال کے مطابق مرض کا ساتواں، چودھواں اور اکیسواں (یعنی مرض کی ابتدا سے قمر کی پہلی تربیع، مقابلہ اور دوسری تربیع) دن بحران کا ہوتا ہے۔

"قانون شیخ کے باب وجوہات ایام بحران وخطرہ" میں بھی اس بات پر بہت زور دیا گیا ہے۔ ستاروں اور سیاروں کے ساتھ موسموں کا تغیر، پھر اس تغیر کا اخلاط، مزاج و نباتات، معدنیات اور حیوانات (خاص کر انسان) پر جو اثر پڑتا ہے وہ ایک واضح حقیقت ہے۔ طب میں انہی اخلاط، مزاج کو مدنظر رکھ کر علاج پر غور و فکر کیا جاتا ہے۔

اس کے علاوہ قدیم و جدید طب میں چاند کو زیادہ اہمیت حاصل رہی ہے کیونکہ یہ دوسرے سیاروں کی بہ نسبت انسان کے زیادہ قریب ہے اور تجربہ نے یہ بھی بتایا ہے کہ اس کا اثر انسان کے اخلاط (چاروں خلطیں یعنی سودا، صفرا، بلغم اور خون) پر سب سے زیادہ پڑتا ہے۔ اس لئے قدیم ایرانی معالجوں کا خیال تھا کہ اگر مرض اس وقت لاحق ہو جب چاند ۴۵ درجے (تثمین یا نیم تربیع) کے زاویہ پر ہو تو مریض کو چار دن میں بحران ہوگا۔ اگر ۹۰ درجے (تربیع) کا زاویہ بنا رہا ہو تو سات دن میں، اگر ۱۳۵ درجے (تربیع و نیم تربیع) کا زاویہ ہو تو گیارہ دن میں، اگر ۱۸۰ درجے (مقابلہ) کے زاویہ پر ہو تو ۱۴ دن میں، اگر ۲۷۰ درجے (تربیع السیر) کے زاویہ پر ہو تو اکیس دن میں، اگر

۳۶۰ درجے (اجتماع، حالت قران) پر ہو تو اٹھائیس دن میں بحران ہوتا ہے۔ زیادہ مزمن امراض میں بحران ۲۱ ، ۴۰ دن میں بھی ہوتا ہے۔ یوم بحران سورج کے مقام سے شمار کیا جاتا تھا۔

ان کے علاوہ قدیم وجدید معالجوں کے تجربات کے مطابق بروج میں چاند کا مقام زیادہ تر مرض کے آئندہ نتائج کی پیش بینی کے لئے محسوب (مدنظر) رکھنا ہوتا تھا۔ اس سے معلوم کر لیا جاتا تھا کہ مرض کب پلٹا کھائے گا۔ چنانچہ ان کا نظریہ یہ تھا کہ ورم غشاء دماغ (سرسام) اگر اس وقت واقع ہو جب چاند برج حمل میں ہو تو خطرہ بڑے بحران کا ہو گا۔

اگر برج ثور میں ہو تو وجع القلب ، برج سرطان میں دق ، برج حوت میں نقرس اور میزان میں اسقاط حمل کا نتیجہ خطرناک ہوا کرتا ہے۔ اس کے علاوہ چاند کے دا... سیاروں سے قران (اجتماع) سے بھی اہم نتیجے نکالے جاتے ہیں۔

مثلاً اگر کوئی مریض اس وقت صاحب فراش ہو جب چاند کا اجتماع سعد سیارو... مثلاً مشتری، زہرہ اور عطارد میں سے کسی سے ہو تو خیال کیا جاتا تھا کہ مرض خفیف ہو گا اور مریض جلد صحت پائے گا۔ اور اگر نحس سیاروں مثلاً مریخ ، زحل ، راس ، ذ... سے ہو تو بیماری لمبی اور تکلیف دہ سمجھی جاتی تھی۔ یہ نظریہ پوری طرح سترھویں ، اٹھار... صدی سے رائج رہا اور قدیم اطباء مثلاً رازی ، النہرادی ، البیرونی ، ابن سینا ، حکیم مومن خاں مومن اور ربن الطبری وغیرہ اس سے استفادہ کرتے رہے۔

ابوالاطباء بوعلی سینا نے فرمایا :

"جب تک میں نے علم الافلاک ونجوم حاصل نہیں کیا علم طب بیکار تھا۔"

ربن الطبری لکھتے ہیں :

کیونکہ فلاسفہ نے اس دنیا کے پورے طول وعرض میں کسی قسم کی بارش اور بجلی ا... بجلی کی گرج چمک و بادل ، یا کوئی جاندار جو پیدا ہوا ہو یا کوئی درخت جو پھلا پھولا ... ایسا نہیں دیکھا جس پر شمس وقمر کی شعاعیں نہ پڑتی ہوں (یعنی بارش ، بجلی کی گرج چمک ، بادل ، جانور ، درخت اور پودے وغیرہ کا وجود اور ان کی زندگی سورج و... کی شعاعوں کی مرہون منت ہیں) کتاب فردوس الحکمت فی الطب صد ۴۹۔

آگے لکھتے ہیں کہ جب آفتاب ہم سے قریب ہوتا ہے اور ہمارے سروں پر ہوتا ہے تو اس سے دونوں اکرم عنصر (نار اور باد) قوی ہو جاتے ہیں اور جب آفتاب ہم سے دور ہوتا ہے تو یہ دونوں کمزور ہو جاتے ہیں اور ان پر برودت (خنکی، ٹھنڈک) غالب آجاتی ہے۔ نباتات کا وجود ختم ہو جاتا ہے۔ درختوں پر پھل آنا بند ہو جاتے ہیں اور اکثر حیوانات بچے نہیں دیتے اور جب آفتاب ہم سے پھر قریب ہوتا ہے تو یہ ساری چیزیں دوبارہ ظہور پذیر ہونے لگتی ہیں۔ (کتاب ہذا صد ۹۰)

پھر آگے لکھتے ہیں کیونکہ یہ تمام چیزیں زمانہ ہی کے کسی حصہ میں پیدا ہوتی ہیں اور جو کچھ زمانے کے اندر پیدا ہوتا ہے زمانہ ہی اس پر مقدم ہے اور زمانہ افلاک و نیرات کی چند حرکات کا نام ہے۔ نیرات کی حرکت تمام ارضیات کے وجود کا سبب ہے اور اسی طرح رات دن کا اختلاف، پھلوں اور پودوں کا پیدا ہونا، گرمی، جاڑے کا تصرف اور بدن کا حرارت سے برودت کی طرف نیز یبوست سے رطوبت کی طرف منتقل ہونا، یہ سب کچھ نیرات کی حرکت اور افلاک میں ان کی گردش کی وجہ سے ہے۔ لہذا نیرات کی حرکت اللہ تعالیٰ کی اجازت سے ارضیات کے وجود میں آنے کا سبب ہے۔ (کتاب ہذا۔ صد ۹۱)

• آگے لکھتے ہیں:

اور فیلسوف نے کتنا اچھا اور صحیح کہا ہے۔ میرا خیال یقین کی حد تک ہے کہ اگر آفتاب دنیا کی آبادی سے ہٹ کر صرف ایک طرف موسم سرما ہی کی "منزل" میں رہتا تو اس پوری دنیا میں ہمیشہ موسم سرما ہی کا زمانہ ہوتا اور اگر موسم سرما اور جمود کا زمانہ رہتا تو نہ زمین پر پودے اگتے اور نہ درختوں پر پھل آتے اور ظاہر ہے جب اناج، پھل، درخت پودے اور پھول بوٹے نہ ہوتے تو کوئی جاندار بھی نہ ہوتا۔

میرے ان خیالات کی صحت پر اور اس امر پہ کہ نیرات ارضی اشیاء پر اثر انداز ہوتے ہیں (جو کہ ہم چاند کے اثرات سے دیکھتے ہیں) شواہد یہ ہیں:

ا۔ پھل اسی وقت پکتے ہیں جب ان پر آفتاب کی شعاعیں طلوع ہوں نیز یہ کہ جس جگہ پہ آفتاب کی شعاعیں نہیں پڑتی وہاں نباتات نہیں اگتے (سوائے جراثیم کے) اور اگر اگتے بھی ہیں تو کمزور ہوتے ہیں اور ان پر پھل نہیں آتے۔

۲۔ جب چاند بڑھتا ہے تو پھلوں میں گودا، مغز اور (جانوروں) میں انڈے پیدا ہوتے ہیں اور جب چاند گھٹتا ہے تو ان تمام چیزوں میں کمی آجاتی ہے۔

۳۔ امراض حادہ کے بحرانات کی شناخت منازل قمر اور مہینوں کے چوتھے حصّہ سے ہوتی ہے۔

۴۔ جو لوگ مرع (مرگی کا مرض) کے مریض ہوتے ہیں ان میں مرع مرض کی تحریک چاند کی ابتدائی راتوں میں ہوتی ہے۔

۵۔ امراض حادہ مزمنہ کے بحرانات منازل شمس، سال کے چار حصّوں اور قمر سے پہچانے جاتے ہیں۔

(چاروں منقلب برج میں شمس کے داخلہ کا زمانہ)

۶۔ سمندر میں مدوجزر بھی چاند کی وجہ سے ہوتا ہے (صد ۹۳-۹۲)

آگے لکھتے ہیں کہ "بقراط" نے کہا ہے کہ:

سال کے موسم اور انسانی عمریں، سات سیاروں کے عدد (مناسبت کی بناء پر) کی بناء پر سات، سات حصوں میں منقسم ہے۔ "بقراط" نے اپنی کتاب میں ان اجزاء کو بیان کیا ہے۔

جالینوس نے کہا ہے کہ موسم سرما کے بعد جب دن رات برابر ہوتے ہیں تو اس سے موسم ربیع کا آغاز ہوتا ہے۔ طلوع ثریا سے موسم گرما کی ابتداء اور غروب ثریا سے موسم سرما کا آغاز ہوتا ہے۔ طلوع کلب (اور یہ شعریٰ کا دوسرا نام ہے) کے آغاز میں پھل چُنے جاتے ہیں۔ اور اسی جالینوس نے کہا ہے کہ کلب کا طلوع وسط گرما میں ہوتا ہے۔

(صد ۱۷۴-۱۷۲)

یہ ہیں وہ قدیم آرائیں جو نجوم اور طب کو ایک دوسرے سے مربوط ہونا ثابت کر رہی ہیں اور آج بھی آپ طبی کتُب کا مطالعہ کریں تو جہاں جڑی بوٹیوں کے خواص کا ذکر ملے گا وہیں ان سے منسوب سیاروں کا بھی ذکر موجود ہو گا۔

یہ دونوں تقریباً سولہ، سترہ صدی تک ایک ساتھ چلتے رہے مگر تین چار سو سال ہوئے جب یہ ایک دوسرے سے علیحدہ ہو گئے تھے مگر اب دوبارہ یہ ایک دوسرے کے قریب ہوتے جا رہے ہیں۔ اور موجودہ دور کے ڈاکٹر و سائنسدان اس

فائدہ اٹھانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ جیسے ریاست فلوریڈا کے سرجنوں نے اس بات کا بارہا مشاہدہ کیا کہ قمر کی مختلف اشکال کے دوران آپریشنوں کے ذریعے خون کا اخراج مختلف مقداروں میں ہوتا ہے اور قمر کی اشکال کے ساتھ اس مقدار میں فرق پڑتا رہتا ہے۔ اس کے ساتھ ہی انہوں نے دیکھا کہ اگر قمر برج ثور میں ہو تو اس وقت گردن اور حلق کا آپریشن ضرر رساں ہوتا ہے۔ (برج ثور انسانی جسم میں گردن اور حلق وغیرہ سے منسوب ہے)۔

ڈیوک یونیورسٹی کے ڈاکٹر لیونارڈ راڈنر نے اپنی طبی تحقیق ۱۹۶۰ء میں شائع کی۔ ان کو تحقیق کے درمیان یہ معلوم ہوا کہ بنی نوع انسان کی طرز عمل کا تعلق قمر سے زیادہ ہے انہوں نے اپنی تحقیق سے ثابت کیا کہ پاگل پن اور قمر کا بہت قریبی ربط ہے۔ انہوں نے ذہنی بیماریوں اور صحت مند افراد پہ کام کر کے مشاہدہ کیا کہ جسمانی برقی قوتیں مستقل تبدیل ہوتی رہتی ہیں اور ان تبدیلیوں کا تعلق خاص طور پہ قمر کے ادوار سے ہے اور زیادہ تر تبدیلیاں اس وقت رونما ہوتی ہیں جب قمر پورا ہوتا ہے۔

چودھویں کے چاند پہ السر کے مریض دوا کے استعمال میں محتاط رہیں۔ کیونکہ اس وقت مرض میں شدت پیدا ہو جاتی ہے۔ یہ تحقیق الینوائس یونیورسٹی شکاگو کے محققین نے کی ہے۔ یونیورسٹی کے میڈیکل سنٹر کے پروفیسر اور شعبہ فارماکولوجی (ادویات) کے سربراہ "رالف موریس" نے بتایا ہے کہ انہوں نے گزشتہ پانچ سال کے دوران ایک سو سے زائد مریضوں کا معائنہ کیا اور یہ دیکھا ہے کہ مکمل چاند پہ السر کے خون کے اخراج اور سینہ کا درد انتہائی مریضوں کو لاگو ہوتا ہے۔ ابتدائی تحقیق کے مطابق جن لوگوں کو السر اور اس جیسے دیگر امراض لاحق ہوں انہیں دوا کے استعمال میں احتیاط برتنی چاہیئے۔ اور مکمل چاند کے وقت دوا کا استعمال کر لینا چاہیئے تاکہ مرض کی شدت میں کمی واقع ہو جائے۔

ماہرین کا کہنا ہے کہ دوا کے استعمال سے سائنسی ردعمل پیدا ہوتا ہے۔ کیونکہ یہ ثابت ہو چکا ہے کہ چاند کی گردش کا جسمانی حالت پہ اثر پڑتا ہے۔ پروفیسر موریس نے کہا کہ تحقیق کا تقاضا ہے کہ چودھویں کے چاند کے اثرات جسمانی حالت پر منطبق ہوتے ہیں اور جسمانی تکلیف اور عارضہ کے بڑھتے ہوئے اثرات کا سبب کشش ثقل اور زمین د

چاند کے درمیان برقی مقناطیسیت کا پیدا ہونا ہے۔

انٹرنیشنل جیو فزیکل ایئر کی تحقیق کے دوران یہ باتیں معلوم ہوئیں کہ زمین کے مقناطیسی میدان پہ چاند کا بہت ہی اہم اور بڑا اثر پڑتا ہے اور اس سے کائنات کی برقی مقناطیسی قوتیں متاثر ہوتی ہیں اور اس کی وجہ سے انسانی ذہن کا توازن متاثر ہوتا ہے۔ چاند کے متعلق یہ بھی کہا جاتا ہے کہ اس کے اثرات سے کامیاب سرجری کے بعد مریض پہ یکایک پرانی حالت عود کر آتی ہے۔

امریکی سرجن ایڈسن جے اینڈریوس "جرنل آف دی فلوریڈا میڈیکل ایسوسی ایشن" میں سرجری کے بعد خون بہنے کی بحث میں کہتے ہیں کہ:

"پورے چاند کے دنوں میں مریض کو اس کا بہت بڑا خطرہ رہتا ہے۔" اس نظریہ پہ ان کو اتنا یقین ہے کہ وہ کوشش کر کے چاند کی آخری یا ابتدائی تاریخوں میں آپریشن نہیں کرتے۔

مشہور ماہر نفسیات کارل ژونگ (CORL JUNG) جس نے تحلیل نفسی میں امام کا مرتبہ حاصل کیا تھا وہ علم نجوم کا قائل تھا۔ اس نے ایک خط میں جو بھارت کے مشہور نجومی بی۔ وی رامن کو لکھا تھا۔ جس میں اس نے کہا کہ:

"میں انسانی ذہن کے اس مخصوص عمل کا ۳۰ سال سے مطالعہ کر رہا ہوں، کیونکہ میں نفسیات کا ماہر ہوں، میری سب سے بڑی دلچسپی انسان کے اعمال کے اس پہلو سے ہے جو کسی زائچہ کی روشنی میں اس کے کردار اور اس کی الجھنوں کو نمایاں کر سکے۔"

آگے لکھتا ہے کہ مجھے اس بات کا اعتراف ہے کہ میں نے اکثر علم نجوم کی روشنی میں حاصل کئے ہوئے ہیں بعض ایسے پہلوؤں کا بھی ادراک کیا ہے جو صرف تحلیل نفسی سے ممکن نہیں تھا۔ ژونگ کا طریق کار یہ ہے کہ جب وہ کسی فرد کی تحلیل نفسی میں الجھ جاتا ہے تو پھر وہ اس کو زائچہ بنانے کا مشورہ دیتا ہے۔ تاکہ اس برج کے خواص (جس کے تحت متعلقہ شخص پیدا ہوا ہے) کو مدنظر رکھتے ہوئے ان تاریک پہلوؤں کا مطالعہ اور تجزیہ کر سکے۔

اس کے علاوہ ایک جاپانی سائنسدان ۱۹۳۸ء میں بے پناہ مشقت اور مشاہدہ کے بعد اس نے اپنی تحقیق پیش کی تھی کہ پیدائش پہ کائناتی عناصر مؤثر ہوتے ہیں اس

سائنسدان نے مزید ۲۲ ہزار پیدائشوں پہ اپنی تحقیق کو آگے بڑھا کر مشاہدہ کر کے پتہ چلایا کہ زیادہ تر بچوں کی پیدائش نئے چاند یا پورے چاند کے دنوں میں ہوتی ہے۔ اسی سائنسدان کے نظریوں کو ایک امریکن گائناکالوجسٹ (ماہر امراض نسواں) نے ۵۰ ہزار پیدائشوں کا مشاہدہ کرنے کے بعد اپنی رپورٹ میں جاپانی سائنسدانوں کی تحقیق کو درست ثابت کر دیا۔

فرانس کے ایک سائنسدان ACHEL CAUDUELIN نے علم نجوم کی ماہیت کے تحت ستارے اور اس کے زمین پہ اثرات کا مطالعہ شروع کیا۔ اس کے علاوہ بے شمار سائنسدانوں نے تجربات کی روشنی میں ثابت کیا کہ فضا میں مختلف ستاروں کی شعاعیں ہماری زندگی پہ بے پناہ اثرات مرتب کرتی ہیں۔

پروفیسر پکاڈلی ڈائرکٹر انسٹیٹیوٹ آف فزکس اور کیمسٹری، فلورنس یونیورسٹی نے برسوں کی تحقیق کے بعد ۷۷ سال کی عمر میں اس نتیجہ پہ پہنچے کہ تجربہ گاہ میں کسی قسم کا کنٹرول کر لیا جائے، ماحول کو ایک جیسا رکھ لیا جائے تجربات ایک جیسے نہیں ہوتے کیونکہ فلکیاتی برقی مقناطیسی لہروں پہ قابو نہیں پایا جا سکتا۔

ایک اور سائنسدان اینریکو فرمی ENRICO FERAL جنہیں ۱۹۴۷ء میں فزکس کا نوبل انعام دیا گیا تھا کہتے ہیں کہ کہکشاں کرۂ ارض کا ایک ایسا دیو قامت دوست ہے جس کی مقناطیسی لہریں زمین پہ اس انداز ہو کہ ہر قسم کے ذرات کی رفتار میں فرق ڈال دیتی ہیں۔

ایک روسی اسکالر A-L-TCHISEWRKY نے شمسی دھماکوں اور دوسرے ستاروں کے کرۂ ارض پہ اثرات کا بہت عرصہ مطالعہ کیا اور نتائج وہی ظاہر ہوئے کہ ستاروں کا کرۂ ارض پہ اثرات پڑتے ہیں۔

ڈاکٹر اے۔ کے بوڈ شاپاکن جو روس میں فزیشن تھے ان کی تحقیقات ۱۹۶۲ء میں شائع ہوئیں جو ٹاسک میڈیکل کالج میں کئی سال کی محنت کے بعد ترتیب دی گئی تھیں۔ انہوں نے دریافت کیا کہ سڑکوں پہ رونما ہونے والے حادثات کی زیادتی شمسی شعلہ کے باعث ہوتے ہیں (شمسی شعلہ مقناطیسی جھکڑ ہوتا ہے اور شمس کی سطح پر نمودار ہوتا ہے اس کی تصاویر بھی اتاری گئی ہیں جو ریکارڈ میں موجود ہیں) انہوں نے

تجربات اور مشاہدات کے بعد بتایا کہ شمسی شعلہ سے بہت زیادہ مقدار میں ہولناک قسم کے تابکاری مادے کا اخراج جس وقت ہوتا ہے اس وقت زمین کی فضا کو متاثر کر دیتا ہے اور اس میں تبدیلی لے آتا ہے ۔ ڈاکٹر پوڈ کا یہ بھی کہنا ہے کہ شمسی شعلہ کا اثر انسانی جسم پر پڑتا ہے جس کے نتیجے میں انسانی جذبات میں شدت پیدا ہو جاتی ہے ۔ نظام شمسی کے اجرام فلکی کا اثر ہم پر بہت زیادہ ہو رہا ہے اور شمسی شعاعوں کا بڑا حصّہ کافی فاصلے سے آنے والی شعاعوں کے لئے ڈھال بن جاتا ہے ۔ اس وجہ سے بھی سورج کا طرز عمل ہمارے لئے بے حد اہمیت رکھتا ہے ۔ سورج کی سطح پر دھبے ہر ۱۱، ۲۲ سال کے بعد نظر آتے ہیں جو بہت بڑے مقناطیسی طوفان ہوتے ہیں ، جن سے ارضی مقناطیست پر اثر پڑتا ہے ۔ ارضی مقناطیست کا متاثر ہونا ان لوگوں کے لئے خراب ہوتا ہے جو کمزور جسمانی ساخت والے انسان ہوں اور خصوصاً دماغی امراض والے افراد پر زیادہ ہوتا ہے ۔

ہمارے جسموں کے بعض حصوں میں مثبت برقیت ہوتی ہے اور بعض حصوں میں منفی برقیت ۔ اس لئے سورج کی وہ امواج جو کہ طوفان کی وجہ سے خارج ہوتی ہیں وہ انسانی جسم کے مثبت اور منفی حصوں کے توازن میں خلل ڈال دیتی ہیں ۔ سورج کی شعاعوں کے حملوں سے ہمارا اعصابی نظام ہی متاثر نہیں ہوتا بلکہ مکمل طور پر جسم و اعضائے رئیسہ اور دوران خون کا نظام بھی متاثر ہوتا ہے ۔

اس سلسلے میں سائنسدان نکولس شولتہ نے یہ بات دریافت کی کہ کائناتی شعاعوں کی شدت کے مطابق انسانی خون میں نمایاں تبدیلیاں واقع ہوتی ہیں ۔ کچھ عرصہ پہلے ایک لاکھ بتیس ہزار (۱۳۲۰۰۰) افراد کے خون کے نمونے حاصل کئے تو ان سے پتہ چلا کہ سورج کے طرز عمل کے مطابق خون کے سفید ذرات میں زیادتی یا کمی ہوتی رہتی ہے پھر یہ بات بھی کھل کر سامنے آئی کہ سورج کی شعاعوں سے خون میں جو ہیجان اور بے چینی پیدا ہوتی ہے اس سے دماغی امراض پیدا ہونے کا زیادہ امکان ہوتا ہے ۔ شمس و قمر کے ان پُر اسرار اثرات سے یہ بات معلوم کی جا سکتی ہے کہ جس طرح ایک "چوہا" گاما شعاعوں کو محسوس کر لیتا ہے تو کیا اس صورت میں انسانی دماغ میں بھی اس قسم کی صلاحیتیں موجود ہیں ۔ اگر موجود ہیں تو انہیں بلاشبہ ترقی دی جا سکتی ہے اور پھر ہمیں دنیا کے بہت سے

معموں کا حل باہر کہیں تلاش کرنے کی ضرورت نہیں رہے گی بلکہ اپنے ہی دماغوں میں اس کو تلاش کیا جا سکتا ہے۔

چند سال بیشتر امریکہ اور برطانیہ کے بیس نامور نجومیوں کو امریکہ کے مشہور ماہر نفسیات ''ڈرتن کلارک'' کی سرکردگی میں ایک مناظرہ کے لیئے پیش کیا گیا تھا۔ اس مناظرہ میں نجومیوں کو دس زائچے پیش کئے گئے تھے اور کہا گیا تھا کہ وہ ان کے متعلق تفصیلات بیان کریں۔ دوسری طرف کنٹرول گروپ کے افراد کو بھی ان دس لوگوں کی کیس ہسٹری دے دی گئی۔ واضح ہو کہ ان کنٹرول گروپ میں دو افراد پی ایچ ڈی اور ایک کلینکل سائیکالوجی کے مشیر بھی تھے۔ ان افراد میں کوئی بھی علم نجوم سے لگاؤ نہ رکھتا تھا۔

بیس نجومیوں میں سے ١٦ نجومیوں نے جو تفصیلات بیان کیں وہ بالکل کیس ہسٹری سے مطابقت رکھتے تھے جبکہ بیس میں سے ۹ ماہرین نفسیات نے صحیح تجزیہ پیش کیا تھا۔

دیکھا آپ نے مشہور ماہر نفسیات، سائنسدان، ماہر طبقات الارض، ڈاکٹرز اور مشہور پروفیسر صاحبان جیسے لوگ سیاروں کے اثرات کے قائل ہیں اور پیشہ ورانہ مہارت کے باوجود مریضوں کے زائچوں سے مدد لے کر علاج کرتے ہیں۔ جیسے رازی، البزاہراوی، البیرونی، ابن سینا، ربن الطبری، حکیم مومن خاں مومن، ڈاکٹر کارل جنگ، جان، ایچ نلسن، ڈاکٹر بیکر، ڈاکٹر یوگنی جان، ڈاکٹر شیمین، ڈاکٹر جوسیفین اور ڈاکٹر فریڈسمس پانڈو وغیرہ۔

علاج معالجہ میں کسی نہ کسی طرح جڑی بوٹیوں وغیرہ کو استعمال کیا جاتا ہے اور ہر جڑی بوٹی کسی نہ کسی سیارے سے منسوب ہے۔ چنانچہ ہمارے قدیم حکماء اکثر و بیشتر طبی نجوم کا خاصا علم رکھتے تھے جو انہیں بیماری کی تشخیص میں مریض کے مزاج کو سمجھنے میں اور دوا تجویز کرنے میں مددگار ثابت ہوتا تھا۔

ہومیوپیتھک اور نجوم

طب و حکمت کی مشہور شاخ بایو کیمک کا موجد ڈاکٹر شوسلر ایم۔ ڈی (پورا نام۔ ڈیلیم ہنرلیش شوسلر ہے)۔ ۲۱۔ اگست ۱۸۲۱ء کو جرمنی کے موضع اولڈن برگ میں پیدا ہوئے تھے ڈاکٹر شوسلر نے ان خیالات پر زیادہ غور و خوض کیا۔ جس کے آثار پہلے سے موجود تھے۔ یعنی ۱۸۳۹ء میں مشہور جرمن سائنس دان تھیوڈور شوان صاحب نے یہ نظریہ پیش کیا تھا کہ "جملہ جاندار مخلوقات خلیات کا مجموعہ ہیں۔" واضح رہے کہ انسان کا جسم بھی لاتعداد خلیات (CELLS) کی نوآبادی ہے۔ خلیات کے اجتماع سے نسیج (TISSUE) نسیجات کے مجموعہ سے عضلہ (MUSCLE) عضو (LIMB) یعنی ہاتھ، پیر، آنکھ، ناک وغیرہ اور جسم بنتا ہے۔ اس کے بعد روڈولف ورشا جس کی پیدائش ۱۳۔ اکتوبر ۱۸۲۱ء کو جرمنی میں ہوئی اور ۵ ستمبر ۱۹۰۲ء کو وفات ہوئی۔

اس نے بھی یہ تھیوری پیش کی کہ "خلیات کی مرضیاتی کیفیت جملہ امراض کا بنیادی سبب ہے۔ اسی لئے روڈولف ورشا کو خلیاتی علم الامراض کا بانی تسلیم کیا گیا۔ ان کے علاوہ تیسری شخصیت جیکب مولہ کاٹ کی ہے جو ۹۔ اگست ۱۸۲۲ء کو جرمنی میں پیدا ہوا اور ۲۰۔ مئی ۱۸۹۳ء میں وفات پائی۔ اس نے اپنے نظریات کی وضاحت اپنی تصنیف موسوم بہ "دائرہ حیات" میں کی ہے جس کا لب لباب یہ ہے کہ خلیات کی مرضیاتی کیفیت غیر نامیاتی (INORGANIC) نمکیات کی کمی سے پیدا ہوتی ہے۔ دنیائے سائنس آج بھی ان گرانقدر شخصیتوں کے فضل و کمال کی معترف ہیں۔

بایوکیمسٹری کا اصل اصول انہی زعماء کے نظریات پر ہے۔ اولاً یہ کہ خلیات کی مرضیاتی کیفیت جملہ امراض کا بنیادی سبب ہے۔ ثانیاً یہ کہ خلیات کی مرضیاتی کیفیت غیر نامیاتی نمکیات کی کمی سے پیدا ہوتی ہے۔

۱۸۳۲ء میں پرچہ "اسٹافس آرچیو" میں ان خیالات کا اظہار کیا گیا تھا کہ انسانی وجود کے کل اصلی مادہ میں ادویہ کے اجزاء موجود ہیں۔ پھر اسی پرچہ میں ۱۸۴۶ء میں تحریر تھا کہ انسانی وجود کے کل جزوی مادے ان اعضاء پر اپنا اثر رکھتے ہیں جن میں وہ اپنا اپنا خاص فعل جاری رکھتے ہیں اور جس کی انجام دہی کی بناء پہ چند خاص علامتیں ظاہر ہوتی ہیں۔ اسی

پرچہ میں کچھ عرصہ بعد ڈاکٹر گراول کی "تعلیمی کتاب" سے اقتباس تحریر ہوئے۔ جن میں ان خیالات کا کچھ تفصیل سے بیان کیا گیا تھا۔

ڈاکٹر شوسلر نے ان خیالات کو ایک نئے طریقہ علاج کی بنا قرار دیا اور مارچ ۱۸۷۳ء میں لیزک ہومیوپیتھک گزٹ میں بنام ہومیوپیتھی کے مختصر طریقہ علاج کے عنوان سے ایک مضمون شائع کیا۔ جس کا خلاصہ یہ تھا کہ "ایک سال قبل میرا یہ ارادہ ہوا کہ ان مادی اجزا کی جو کر قدرتاً انسانی وجود کے افعال الاعضا کے اعتدال کا باعث، مریضوں پہ آزماؤں کہ آیا ان سے مریضوں کو شفا حاصل ہوسکتی ہے یا نہیں۔ بشرطیکہ مرض لاعلاج نہ ہو" آخر تجربات نے یہ بات ثابت کر دی کہ یہ ٹیشو ریمیڈیز (بارہ نمکیات) میں شفایابی موجود ہے اور اس طرح یہ علاج لوگوں میں مقبول ہوا۔

بایوکیمک طریقہ علاج کا بنیادی اصول جس پہ یہ قائم ہے۔ "علم افعال الاعضا" ہے۔ جس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ جسم کی بناوٹ اور اس کے ہر عضو کی قوت زیست و تازگی کے لئے غیر نامیاتی (فلزات) نمکیات کی کچھ مقدار ضروری ہے اور اس مقدار کا جسم کے مختلف حصوں میں صحیح طور پہ موجود ہونا اس حصے کی نشوونما کا موجب ہے۔ کیونکہ جب اجسام کے کسی حصے کو جلا کر خاک کیا جائے تو اس خاک میں یہ فلزات موجود ہوتے ہیں۔ دراصل یہ چیزیں جسم کے ہر عضو اور اس کی بناوٹ کے لئے بنیادی حیثیت رکھتی ہیں۔ لہٰذا جب انسانی جسم میں ان نمکیات میں سے کسی بھی نمک کی کمی ہو جاتی ہے تو اس نمک سے متعلقہ حصہ کے فعل میں خلل واقع ہو جاتا ہے۔ یعنی جسم کا وہ حصہ بیمار ہو جاتا ہے اور جب اس نمک کی مقدار جسم میں پوری ہو جاتی ہے تو متعلقہ حصہ جسم صحت مند ہو جاتا ہے اس لئے انسانی جسم کی بناوٹ اور اس کے اعضا کی قوتِ حیات و توانائی کے لئے فلزات کا جزو بدن ہونا لازمی ہے جس طرح انسانی وجود کے کل اصلی مادہ میں ادویہ کے اجزا موجود ہیں۔ بالکل اسی طرح بروج و سیاروں میں بھی وہ اجزاء موجود ہیں۔ کیونکہ انسان بھی اس کائنات کا ایک حصہ ہے۔ علمائے سائنس بھی اس پر متفق ہیں کہ جملہ مخلوقات، عناصر کے (ELEMENTS) امتزاج و ارتباط سے ظہور میں لائی گئی ہیں اور ان کی عناصر ترکیبی کے توازن کا انتشار ان کی خستگی، موت، بربادی یا اتلاف کا فطری باعث ہوتا ہے۔ کچھ اسی قسم کے خیالات کا اظہار مندرجہ ذیل اشعار کے ذریعہ بھی کیا گیا ہے۔

لالہ برج نرائن چکبست کا ایک شعر ہے۔

۵۔ زندگی کیا ہے؟ عناصر میں ظہور ترتیب — موت کیا ہے؟ انہی اجزاء کا پریشان ہونا

غالب کا یہ شعر بھی اسی قسم کے تخیل کا حامل ہے۔

۶۔ ہو گئے مضمحل قوائے غالب — اب عناصر میں اعتدال کہاں

لہٰذا اس نظریہ کے تحت ان فلزات کو منطقۃ البروج کے بارہ برج اور سیاروں سے جو مطابقت ہے اس کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

سیارے	برج مع نشان	منسوبہ نمک	متعلقہ تاریخ پیدائش
پلوٹو	حمل ♈	کالی فاس (KP) KALI PHOS	۲۱ مارچ سے ۲۰ اپریل تک
زہرہ	ثور ♉	نیٹرم سلف (NS) NATRUM SULPH	۲۱ اپریل سے ۲۰ مئی "
عطارد	جوزا ♊	کالی میور (KM) KALI MUR	۲۱ مئی سے ۲۰ جون "
قمر	سرطان ♋	کلکیریا فلور (CF) CALCAREA FLUOR	۲۱ جون سے ۲۱ جولائی "
شمس	اسد ♌	میگنیشیا فاس (MP) MAGNESIA PHOS	۲۲ جولائی سے ۲۳ اگست "
عطارد	سنبلہ ♍	کالی سلف (KS) KALI SULPH	۲۳ اگست سے ۲۲ ستمبر "
زہرہ	میزان ♎	نیٹرم فاس (NP) NATRUM PHOS	۲۳ ستمبر سے ۲۲ اکتوبر "
مریخ	عقرب ♏	کلکیریا سلف (CS) CALCAREA SULPH	۲۳ اکتوبر سے ۲۲ نومبر "
مشتری	قوس ♐	سلیشیا (SIL) SILICEA	۲۲ نومبر سے ۲۱ دسمبر "
زحل	جدی ♑	کلکیریا فاس (CP) CALCAREA PHOS	۲۲ دسمبر سے ۲۰ جنوری "
یورانس	دلو ♒	نیٹرم میور (NM) NATRUM MUR	۲۱ جنوری سے ۲۰ فروری "
نیپچون	حوت ♓	فیرم فاس (FP) FERUM PHOS	۲۱ فروری سے ۲۰ مارچ "

بروج اور بارہ نمک کی مناسبت سے یہ نظریہ لاس انجلیس، کیلی فورنیا، امریکہ کے مشہور معروف ڈاکٹر جارج ڈبلیو کیری ایم۔ ڈی نے دنیا کے سامنے پیش کیا۔ جب اس نظریہ کو تجربات کی کسوٹی پر پرکھا تو سو فیصد پورا اترا۔ ان نمکیات کے استعمال کا بہتر طریقہ یہ ہے کہ وقت پیدائش جس برج کا طالع شمس ہو تو مولود کو اسی برج کی مخصوص بیماریاں لاحق ہوتی ہیں اور اسی برج سے منسوب دوا (نمک) کے استعمال سے دور ہو جاتی ہیں۔ چونکہ اس نظریہ کی عملی افادیت ثابت ہو چکی ہے۔ لہٰذا شائقین نجوم کے استفادہ کے لئے بروج سے متعلق نمکیات کی نشاندہی کر دی گئی ہے لیکن یہ نقطہ ذہن نشین رہے کہ بروج کی مناسبت سے نمکیات استعمال کرنے کے لئے صحیح تاریخ پیدائش کا معلوم ہونا ضروری ہے۔